بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب

النهى عن سب الأصحاب وما فيه من الإثم والعقاب

کا پہلا، رواں اور سلیس اردو ترجمہ

گستاخانِ صحابہ کا انجام

مصنف

صاحب الأحاديث المختارة، للحافظ الكبير إمام ضياء الدين
أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد الضياء حنبلي مقدسي

ترجمہ

محمد رئیس اختر مصباحی بارہ بنکوی
استاذ: الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

ناشر

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد، دکن

بفیض روحانی شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، اشرف المرشدین حضرت علامہ مولانا
سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی

سلسلہ اشاعت بزبان اردو: ۵۵

۞......نام کتاب	:	**النهي عن سبّ الأصحاب ومافيه من الإثم والعقاب**
۞...... مصنف	:	امام ضیاء الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد مقدسی علیہ الرحمہ
۞...... اردو ترجمہ	:	**گستاخان صحابہ کا انجام**
۞...... مترجم	:	**محمد رئیس اختر قادری مصباحی**، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور
۞...... نظر ثانی وتصحیح	:	استاذ گرامی ادیب اسلام حضرت علامہ **نفیس احمد مصباحی**، استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی
۞...... تقدیم	:	استاذ الاساتذہ حضرت علامہ **مفتی ناظم علی مصباحی**، استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی
۞......کمپوزنگ	:	حضرت مولانا محمد اسلم مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور
۞...... تحریک واہتمام	:	جناب بشارت علی قادری اشرفی (M.B.A.)، جدہ، حجاز مقدس
۞...... سالِ اشاعت	:	۲۰۱۹ء / ۱۴۴۰ھ - ۞......صفحات : 80
۞......ناشر	:	اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد، دکن

.... ۞ ملنے کے پتے ۞ ....

☆...... : اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد، دکن - 9502314649

☆...... : سنی پبلی کیشنز، دریا گنج، دہلی - 9867934085

☆...... : مکتبہ انوار مصطفیٰ، مغل پورہ، حیدرآباد - 9966352740

☆...... : مکتبہ نور الاسلام، شاہ علی بنڈہ، حیدرآباد - 9966387400

☆...... : مدنی فاؤنڈیشن، ہبلی، کرناٹک - 8147678515

☆...... : مکتبہ شیخ الاسلام، احمد آباد، گجرات - 9624221212

فہرست مشمولات

شرف انتساب

امام اعظم ابو حنیفہ

نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالٰی عنہ

غوث اعظم

سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ

ہم شبیہ غوث اعظم

سید علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان

مجدد اعظم امام اہل سنت

امام احمد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

محدث اعظم

سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان

ابو الفیض حافظ ملت علامہ شاہ

عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان

سرکار کلاں

سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان

شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، اشرف المرشدین

حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی مدظلہ العالی

عرض ناشر

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے جو سارے جہان کا خالق ومالک ہے۔ بعد حمد خدائے تعالی، بے شمار درود وسلام، صاحب لولاک، رسول پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر، ان کے اہل بیت پر اور ان کے محبوب اصحاب وائمہ شریعت وطریقت پر۔

"گستاخان صحابہ کا انجام" امام ضیاء الدین محمد مقدسی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب "**النهی عن سبّ الأصحاب وما فيه من الإثم والعقاب**" کا پہلا اردو ترجمہ ہے۔ امام ضیاء الدین مقدسی نے بڑے ہی دل کش، علمی وتحقیقی انداز میں یہ کتاب عربی زبان میں رقم فرمائی ہے۔

دورِ حاضر میں اس کی اہمیت وافادیت کا اندازہ لگاتے ہوئے میں نے چاہا کہ یہ کتاب برصغیر کے اردو خواں اہل ذوق کی خدمت میں پیش کی جائے۔ میری اس خواہش اور اہم علمی ودینی ضرورت کے پیش نظر حضرت **مفتی محمد رئیس اختر قادری مصباحی** بارہ بنکوی مدظلہ العالی، استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ نے اس کتاب کا اردو زبان میں انتہائی شستہ، سلیس اور رواں ترجمہ کیا اور فہرست اور حالات مصنف کا بھی اضافہ فرمایا جس سے کتاب کی افادیت دوبالا ہو گئی۔

میں ممنون ومشکور ہوں ادیب اسلام حضرت **علامہ نفیس احمد مصباحی** مدظلہ العالی شیخ الادب جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا جنھوں نے کتاب پر نظر ثانی فرمائی اور جامع منقولات ومعقولات حضرت **علامہ محمد ناظم علی مصباحی** استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کا جنھوں نے ایک گراں قدر تقدیم رقم فرما کر کتاب کی اہمیت کو اجاگر کر دیا۔

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن نے اپنے اشاعتی منصوبوں کے تحت الحمد للہ مختلف اہم عربی کتب ورسائل کا اردو ترجمہ کرانے کی سعادت حاصل کی ہے۔ یہ کتاب اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن کی ۱۲۶/ ویں پیش کش ہے۔

دعا ہے کہ خدائے پاک اپنے حبیب صاحب لولاک ﷺ کے صدقے میں ان خدمات کو قبول فرمائے اور مزید دینی وعلمی خدمات کی توفیق بخشے۔ اور احباب اہل سنت کے لیے اس کتاب کو مفید اور نفع بخش بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ.

فقیر غوثِ جیلاں وسمناں
بشارت علی قادری اشرفی

عرضِ مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامدا و مصلیا مسلّما

اس سال ماہ صفر میں محب گرامی جناب بشارت علی صدیقی صاحب (M.B.A.) بانی اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدر آباد دکن سے بذریعہ موبائل گفتگو ہوئی۔ دوران گفتگو یہ بات آئی کہ اس وقت فتنہ رافضیت اپنی پوری طاقت وقوت کے ساتھ سر ابھار رہا ہے اور بعض بھولے بھالے سنی مسلمان بھی اس کی رو میں بہے جا رہے ہیں۔ اس لیے اس فتنے کی سرکوبی کی خاطر علماے اہل سنت کو میدان میں آنا چاہیے، نیز ہمارے اسلاف نے روافض کے رد میں عربی وفارسی زبان میں جو گراں قدر سرمایے یادگار چھوڑے ہیں انھیں بھی اردو زبان میں لانا چاہیے۔ میں نے ان کی باتوں سے اتفاق کیا تو انھوں نے کہا کہ آپ کو بھی اس موضوع پر کام کرنا چاہیے، میں نے کہا میرے لائق جو خدمت ہو بتایے، انھوں نے فرمائش کی کہ آپ امام ضیاء الدین محمد مقدسی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب "**النهي عن سبّ الأصحاب ومافيه من الإثم والعقاب**" کا اردو زبان میں ترجمہ کر دیجیے۔ میں نے ان کی فرمائش پر ترجمے کا کام شروع کر دیا اور بحمدہ تعالی چند ہی روز میں یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ پھر اصلاح اور نظر ثانی کے لیے استاذ محترم والد گرامی ادیب اسلام حضرت علامہ **نفیس احمد مصباحی** دام ظلہ العالی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی خدمت میں پیش کیا، کثرت مصروفیات کے باوجود انھوں نے اس کتاب پر نظر ثانی فرما کر مفید اور گراں قدر اصلاحات سے نوازا اور کتاب کا نام "**گستاخانِ صحابہ کا انجام**" تجویز فرمایا۔

کتاب کی تکمیل کے بعد استاذ گرامی، جامع معقولات و منقولات حضرت علامہ **مفتی ناظم علی مصباحی**، مد ظلہ العالی، استاذ جامعہ اشرفیہ کی بارگاہ میں پیش کیا، قلتِ وقت اور کثرتِ کار کے باوجود حضرت نے خورد نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنا قیمتی وقت نکال کر ایک پر مغز مفید

علمی اور تحقیقی مقدمہ سپرد قلم فرما کر ناچیز کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ میرے پاس ان بزرگوں کے شکریے کے لیے الفاظ نہیں۔ اللہ تعالی ان بزرگوں کا سایہ صحت وعافیت کے ساتھ ہمارے سروں پر تا دیر قائم رکھے، ہمیں ان کے علمی فیضان سے مالا مال فرمائے اور ان کو ان کی خدماتِ جلیلہ کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ آمین

میں بڑا ممنون و مشکور ہوں برادر گرامی جناب بشارت صدیقی زیدت معالیه کا جنھوں نے اس کتاب کے ترجمے کی فرمائش کی اور اس کی طباعت واشاعت کا بیڑہ اٹھایا۔

اور بڑی ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر حضرت مولانا محمد اسلم مصباحی، شعبہ کمپیوٹر جامعہ اشرفیہ کا شکریہ ادا نہ کروں جنھوں نے پورے اخلاص، محنت اور لگن سے ساتھ کتاب کی کمپوزنگ کی اور اسے بروقت لانے میں ہمارا ساتھ دیا۔

موجودہ حالات کے تناظر میں اس کتاب کی اہمیت وافادیت اہل علم پر مخفی نہیں نیز مذکورہ اساتذہ گرامی کی نظر ثانی اور اصلاحات کے بعد امید ہے کہ یہ کتاب اہل علم کے نزدیک قدر کی نگاہوں سے دیکھی جائے گی۔ اگر کتاب کے ترجمے میں کوئی خوبی نظر آئے تو اسے محض فضلِ الٰہی اور ان بزرگوں کی اصلاح اور فیض کا نتیجہ سمجھیں اور اگر کوئی خامی نظر آئے تو اسے حقیر کی قصور نظر پر محمول کریں۔

وصلى الله تعالى وسلّم على خير خلقه سيدنا ومولانا محمد النبي الأمين وعلى آله وصحبه أجمعين إلى يوم الدين.

محمد رئیس اختر مصباحی

خادم جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

Mobile:7007539305

Email: mohdraees92@gmail.com

۲۱ر جنوری ۲۰۱۹ء

بروز یک شنبہ

حالاتِ مصنّف

امام ضیاء الدین

ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی دمشقی علیہ الرحمۃ والرضوان

نام ونسب: آپ کا نام محمد، کنیت ابو عبداللہ اور لقب ضیاء الدین ہے۔

سلسلہ نسب یہ ہے: محمد بن عبدالواحد بن احمد بن عبدالرحمن بن اسماعیل بن منصور سعدی مقدسی۔

ولادت: آپ کی ولادت ۶/ جمادی الآخرہ ۵۶۹ھ دیر مبارک میں جبلِ قاسیون کے پاس ہوئی۔

آپ خاندان مقادسہ سے تعلق رکھتے تھے جو علم وفضل، زہد وتقوی میں مشہور ومعروف تھا۔ اس خاندان میں دسیوں حفّاظ حدیث گزرے ہیں۔

تعلیم وتربیت: آپ اسی دین دار گھرانے کے علمی ماحول میں پروان چڑھے، بچپن ہی میں قرآن کریم حفظ کر لیا اور درس حدیث کی مجلسوں میں شرکت کرنے لگے، ۵۷۶ھ میں سات سال کی عمر میں شیخ ابو المعالی ابن صابر وغیرہ محدثین سے حدیث کا علم حاصل کیا، اور شروع ہی سے حافظ عبدالغنی مقدسی کی صحبت میں رہے اور انھیں سے علم حدیث وغیرہ کی تکمیل کی اور اپنے ماموں امام ابو عمر محمد مقدسی سے بھی کافی استفادہ کیا، امام ضیاء الدین مقدسی کے اس بلند مقام تک پہنچنے میں ان کے ماموں کا بڑا اہم کردار ہے۔

طلب علم کے لیے اسفار: آپ نے طلب حدیث اور تحصیل علم کے لیے بہت سے اسفار کیے، بے شمار علما ومحدثین کے علمی فیضان سے مالا مال ہوئے۔ اور اپنے ذخیرۂ علم میں بیش قیمت اضافہ فرمایا، آپ نے تحصیل علم کے لیے مصر، بغداد، نابلس، اصبہان، نیشاپور،

ہرات، مرو، حلب، حرّان، موصل، حرمین شریفین وغیرہ کا سفر کیا۔

مدرسے کا قیام: آپ نے علوم خصوصاً علم حدیث کی نشر واشاعت کے جذبے سے مدرسہ ضیائیہ محمدیہ کی بنیاد بھی رکھی اور اسے دار الحدیث بنایا نیز اپنی تمام کتابیں اس مدرسے میں وقف کر دیں۔

تدریس و تفہیم: اللہ تعالی نے آپ کو گوناں گوں خوبیوں سے نوازا تھا جہاں آپ ایک بلند پایہ محدث تھے وہیں ایک کامیاب اور طلبہ پر بے پناہ شفقت و مہربانی کرنے والے استاذ اور مربی بھی تھے آپ کا انداز تدریس و تفہیم بڑا نرالا تھا۔ آپ کے ایک شاگرد محدث محمد بن حسن بن سلام کا بیان ہے:

كان محبا لمن ياخذ عنه مكرما لمن يسمع عليه وكان يحرص على الاشتغال يعاون بإعارة الكتب وكنت أساله عن المشكلات فيجيبني أجوبة شافية، عجز عنها المتقدمون ولم يدرك شاؤها المتأخرون، قرأت عليه الكثير وما أفادني أحد كإفادته، فكان ينبّهني على المهمات من العوالي و يأمرني إلى سماعها.

اساتذہ ومشایخ: آپ نے جن علما و محدثین کے خوان علم سے خوشہ چینی کی اور اپنی علمی تشنگی بجھائی ان کی تعداد ایک اندازے کے مطابق پانچ سو سے زائد ہے، ان میں سے بعض مشہور مشایخ کے نام حسب ذیل ہیں:

حافظ تقی الدین ابو محمد عبد الغنی مقدسی، شیخ فقیہ موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی، شیخ ابو عمر محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی، شیخ عماد الدین ابو اسحاق ابراہیم بن عبد الواحد مقدسی، ابو القاسم ھبۃ اللہ بن علی معروف بہ بوصیری، فقیہ زین الدین ابو الحسن علی بن ابراہیم حنبلی دمشقی معروف بہ ابن نجیہ، شیخ ابو جعفر محمد بن احمد بن نصر اصبہانی، شیخ ابو الحسن المؤید بن محمد بن علی طوسی نیشاپوری، امام حافظ جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن محمد حنبلی معروف بہ ابن الجوزی، شیخ احمد بن عبد الواحد مقدسی، شیخ عبد الرحمن بن ابراہیم مقدسی، شیخ ابو

المعالی بن صابر دمشقی۔

تلامذہ: آپ کے علمی فیضان سے مالا مال ہونے والے تلامذہ کی تعداد شمار سے باہر ہے، کچھ مشہور تلامذہ کے اسما یہ ہیں:

محدث عراق امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن محمود بن حسن بغدادی معروف بہ "ابن النجار"، محدث شام امام حافظ معین الدین ابو بکر محمد بن عبد الغنی بغدادی حنبلی معروف بہ "ابن نقطہ"، شیخ ابو الفتح عمر بن محمد بن منصور امینی دمشقی معروف بہ "ابن حاجب"، شیخ شمس الدین محمد بن عبد الرحیم بن عبد الواحد مقدسی، حافظ محدث علی بن احمد بن عبد الواحد مقدسی، شیخ حافظ شرف الدین ابو المظفر یوسف بن حسن نابلسی دمشقی، شیخ ابو الحق ابراہیم بن محمد بن ازہر صریفینی۔

جہاد فی سبیل اللہ: گوں ناگوں علمی ودینی مصروفیات کے باوجود آپ جہاد فی سبیل اللہ میں بھی شریک ہوئے اور سلطان صلاح الدین ایوبی کی قیادت میں صلیبیوں کے خلاف جہاد فرمایا۔ آپ اپنے جہاد کا ایک واقعہ لکھتے ہیں:

شهدنا غزاة مع صلاح الدين، فجاء ثلاثة فقهاء، فدخلوا خيمة أصحابنا فشرعوا في المناظرة، وكان الشيخ موفق الدين والبهاء عبد الرحمن حاضرين فارتفع كلام أولئك الفقهاء ولم يكن السيف- أي عبد الله بن عمر بن أبي بكر المقدسي- ثم حضر فشرع في المناظرة فما كان بأسرع أن انقطعوا في كلامه."

یعنی ہم نے سلطان صلاح الدین ایوبی کے ساتھ غزوے میں شرکت کی تو تین فقہا آئے، ہمارے اصحاب کے خیمے میں داخل ہوئے اور مناظرہ شروع کر دیا، اس وقت شیخ موفق الدین اور شیخ عبد الرحمن موجود تھے، وہ فقہا اونچی آواز میں بات کرنے لگے، شیخ عبد اللہ بن عمر مقدسی اس وقت موجود نہ تھے جب وہ آئے اور ان سے گفتگو کی تو ان فقہا نے بہت جلد اپنی بات ختم کر دی۔

تقوی و پرہیز گاری: آپ نہایت متقی پرہیز گار اور عابد شب زندہ دار تھے۔ آپ

کے متعلق امام ابن کثیر لکھتے ہیں: ”كان رحمه الله في غاية العبادة والزهادة والورع والخير“۔ یعنی آپ بڑے عبادت گزار، زاہد، متقی اور پرہیزگار تھے۔

قلمی خدمات: آپ کے نوک قلم سے بہت اہم اور گراں قدر کتابیں اور رسالے معرض وجود میں آئے اور ارباب علم ودانش سے داد تحسین حاصل کی۔ کچھ اہم کتابوں کے نام یہ ہیں:

الأحكام، فضائل الأعمال، الأحاديث المختارة، فضائل الشام، فضائل القرآن، مناقب أصحاب الحديث، سبب هجرة المقادسة إلى دمشق، سير المقادسة، مناقب جعفر بن أبي طالب، اتباع السنن واجتناب البدع، السنن والأحكام عن المصطفىٰ عليه أفضل الصلاة والسلام، اختصاص القرآن بعوده إلى الرحيم والرحمٰن، العدة للكرب والشدة، النهي عن سب الأصحاب ومافيه من الإثم والعقاب.

وفات: آپ کی تاریخ وفات میں مورخین کا اختلاف ہے اکثر مورخین اس طرف گئے ہیں کہ آپ کا وصال جمادی الآخرہ ۶۴۳ھ میں ہوا۔ امام سیوطی نے لکھا ہے کہ آپ کی وفات جمادی الاولی ۶۴۳ھ میں ہوئی البتہ یوم وفات میں اختلاف ہے، امام ذہبی نے ۲۸/ جمادی الاولی ذکر کی ہے اور یہی صحیح ہے۔ آپ کا مزار دمشق میں جبلِ قاسیون پر ہے۔

اس مضمون کو تیار کرنے میں درج ذیل کتابوں سے مدد لی گئی ہے:

الكامل فى التاريخ، البداية والنهاية، الأعلام للزركلى، ذيل طبقات الحنابله، تاريخ الاسلام للذهبى، فوات الوفيات.

☆☆☆☆☆

حالاتِ مترجم

از قلم: مولانا محمد ساجد الرحمٰن مصباحی

ولادت: آپ کی ولادت ۱۵/ اگست ۱۹۹۳ء کو محلہ شیخن ٹولہ، قصبہ سدھور، ضلع بارہ بنکی، یوپی کے ایک دین دار، علما نواز گھرانے میں ہوئی۔ دینی و علمی ماحول میں پرورش وپرداخت اور والدین کی تربیت نے آپ کو گونا گوں خوبیوں کا حامل بنادیا۔

نام اور سلسلۂ نسب: محمد رئیس اختر بن مولانا نفیس احمد مصباحی بن محمد زماں قادری

ابتدائی تعلیم: آپ کی تعلیم کا آغاز مدرسہ اسلامیہ بحر العلوم، سدھور، ضلع بارہ بنکی یوپی سے ہوا، اور پرائمری درجہ اول کی تعلیم دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی ضلع بستی یوپی سے حاصل کی، پھر ۱۹۹۸ء میں مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور میں داخلہ لیا اور پرائمری درجہ دوم سے پنجم تک کی تعلیم یہیں مکمل کی۔ ۲۰۰۷ء میں اشرفیہ انٹر کالج مبارک پور سے ہائی اسکول کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔

دینی تعلیم: آپ نے درجۂ اعدادیہ کی تعلیم اپنے والد گرامی حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی مد ظلہ العالی سے ۲/ ۳/ ماہ کی قلیل مدت میں حاصل کی پھر ۲۰۰۷ء میں اہل سنت کی معروف دینی درس گاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں درجۂ اولیٰ میں داخلہ لیا اور دس سال تک بڑی محنت و لگن کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے رہے جس کے نتیجے میں ہر سال نہ صرف اپنی جماعت میں اول آئے بلکہ پورے جامعہ میں پہلی پوزیشن سے کامیاب ہوتے رہے، یہاں تک کہ ۲۳/ مارچ ۲۰۱۵ء میں عرس حافظ ملت کے موقع پر اول نمبر سے آپ کو دستار فضیلت سے نوازا گیا۔ پھر ۲۰۱۶ء میں جامعہ اشرفیہ کے شعبہ اختصاص فی الفقہ میں داخلہ لیا اور یکم مارچ ۲۰۱۷ء کو تحقیق فقہ وافتا کی دستار سے سرفراز ہوئے۔

آپ دور طالب علمی ہی میں اپنی جدوجہد، محنت وجفاکشی، سعی بلیغ، حسن اخلاق اور بے

لوث کارکردگی کی وجہ سے اساتذہ وطلبہ کے محبوب نظر اور مرکز توجہ بن گئے۔

اس کے ثبوت کے لیے سراج الفقہا، محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر المدرسین وصدر شعبہ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے وہ کلمات طیبات کافی ہیں جو انھوں نے موصوف کی کتاب ”تنویر الابصار فی الأدعیة الواردة فی الأحادیث والآثار“ کے مقدمہ میں تحریر فرمائے ہیں:

”عزیز سعید مولانا محمد رئیس اختر سلمہ دنیاے اہل سنت کی مشہور دانش گاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے درجہ فضیلت کے لائق فائق طالب علم اور حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی صاحب (استاذ جامعہ اشرفیہ) کے فرزند ارجمند ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں ذہانت وفطانت کے ساتھ وقت کی قدر شناسی اور جدو جہد کی توفیق خیر عطا فرمائی ہے، جس کا فیض انھیں یہ ملا کہ ہر سال اپنے درجہ میں ایک نمبر پر آنے کے ساتھ جامعہ میں بھی اول آتے ہیں۔ علم دین صرف کسبی نہیں ہوتا، وہبی بھی ہوتا ہے مگر زیادہ تر عطیہ ربانی سے وہی لوگ سرفراز ہوتے ہیں جو اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ جہد مسلسل کے خوگر ہوتے ہیں۔“ [مقدمہ تنویر الابصار، ص:۱۶]

بلا شبہہ آپ کا دور طالب علمی، اسلاف کے زمانہ طالب علمی کی تازہ مثال ہے اور آپ کا طریقۂ تعلیم وطرز زندگی طلبۂ مدارس کے لیے مشعل راہ ہے۔

اساتذہ: آپ نے جامعہ اشرفیہ میں جن اساتذہ سے تعلیم حاصل کی ان کے اسماے گرامی یہ ہیں:

● صدر العلما عمدۃ المحققین حضرت علامہ محمد احمد مصباحی ● محدث جلیل حضرت علامہ عبد الشکور مصباحی ● سراج الفقہا، محقق مسائل جدیدہ حضرت علّامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی ● نصیر ملّت حضرت علامہ نصیر الدین مصباحی ● حضرت علامہ عبد الحق رضوی ● حضرت علامہ شمس الہدی مصباحی ● حضرت علّامہ مفتی معراج القادری ● حضرت مولانا اعجاز احمد مبارک پوری ● حضرت مولانا قاری ابو الحسن مصباحی ● حضرت علّامہ مفتی بدر عالم مصباحی ● حضرت علامہ اختر کمال مصباحی ● حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی ●

حضرت علامہ صدر الوری قادری ● حضرت مفتی محمد نسیم مصباحی ● حضرت مفتی زاہد علی سلامی ● حضرت علامہ ناظم علی مصباحی ● حضرت مولانا نعیم الدین عزیزی ● حضرت مولانا جلال الدین نوری مصباحی ● حضرت مولانا حبیب اختر مصباحی ● حضرت مولانا ساجد علی مصباحی ● حضرت مولانا دستگیر عالم مصباحی ● حضرت مولانا محمود علی مشاہدی مصباحی ● حضرت مولانا عرفان عالم مصباحی ● حضرت مولانا محمد قاسم مصباحی ● حضرت مولانا محمد ہارون مصباحی ● حضرت مولانا اشرف صاحب مصباحی ● حضرت قاری قیام الدین غازی پوری ● جناب ماسٹر افضال احمد صاحب ● جناب ماسٹر محمد زبیر صاحب ● جناب ماسٹر حفیظ الرحمن صاحب۔ مدّ اللہ ظلالھم ، و دامت فیوضھم و برکاتھم.

عصری تعلیم: آپ نے دینی علوم کی تحصیل کے ساتھ عصری علوم بھی حاصل کیے اور بفضلہ تعالی اس میدان میں بھی کامیاب و کامراں رہے۔ چناں چہ ۲۰۰۹ء میں ایم پی انٹر میڈیٹ کالج مبارک پور سے انٹر کے امتحان میں فرسٹ پوزیشن سے کامیاب ہوئے، ۲۰۱۳ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی اے اور ۲۰۱۵ء میں اسی کالج سے ایم اے فائنل کیا۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ تمام امتحانات میں اعلی پوزیشن سے کامیاب ہوتے رہے اور تاحال دینی علوم کے ساتھ عصری علوم کی تحصیل میں سعی بلیغ کر رہے ہیں۔

تعلیمی اسناد:

- قراءت حفص، مولوی، عالم، فاضل، تخصص فی الفقہ والافتاء (جامعہ اشرفیہ مبارک پور)
- ہائی اسکول، انٹر میڈیٹ، بی اے، ایم اے (مختلف کالجز)
- منشی، مولوی، عالم، کامل، فاضل ادب عربی، فاضل دینیات (مدرسہ تعلیمی بورڈ اتر پردیش)
- عربی ڈپلوما، اردو ڈپلوما (قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان)
- کمپیوٹرڈ پلوما: CABA-MDTP (NIELIT CHANDIGARH)

تدریس: فراغت کے بعد جامعہ اشرفیہ ہی میں بحیثیت استاذ آپ کی تقرری ہوئی اور

تا حال پوری محنت اور لگن کے ساتھ اپنی مفوضہ ذمہ داریاں نبھارہے ہیں۔

رشحات قلم: اللہ نے آپ کی ذات میں ہر طرح کی صلاحیتیں ودیعت فرمائی ہیں، آپ علم و عمل کے ساتھ تحریر و قلم کے بھی شہ سوار ہیں۔ میدان تصنیف و تالیف اور ترجمہ نگاری وانشا پردازی میں آپ کو امتیازی مقام حاصل ہے۔ زمانۂ طالب علمی ہی میں آپ کے کئی مضامین رسائل و مجلات کی زینت بن چکے ہیں اور جامعہ میں منعقد ہونے والے مقالہ نگاری کے مقابلوں میں متعدّد مقالات پر بیش قیمت انعامات سے بھی سرفراز ہوئے ہیں۔ آپ کے رشحات قلم درج ذیل ہیں:

(۱) تنو یر الأبصار في الأدعية الواردة في الأحاديث والآثار:

یہ کتاب احادیث وآثار میں وارد دعاؤں کا ایک حسین مجموعہ ہے، اس میں قرآن وحدیث کی روشنی میں دعا کے فضائل، آداب وشرائط اور قبولیت کے اوقات ومقامات تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں۔ ساتھ ہی تمام آیات واحادیث کی باب، جلد اور صفحات وغیرہ کے ساتھ تخریج کی گئی ہے۔ یہ کتاب مرکز مجلس ایوبی خانقاہ قادریہ ایوبیہ، پپرا کنک کشی نگر یوپی کے زیر اہتمام جمادی الاولی ۱۴۳۶ھ /مارچ ۲۰۱۵ء میں شائع ہو چکی ہے۔

(۲) **آداب زندگی:** یہ کتاب شیخِ خراسان، صوفی کبیر امام ابوعبدالرحمن سُلَمی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز کتاب "آداب الصحبة وحسن العشرة" کا نہایت شستہ اور سلیس اردو ترجمہ ہے۔ اس کا مطالعہ کسی انسان کو اچھا انسان اور کسی معاشرے کو بہتر اور مثالی معاشرہ بنانے کے لیے کافی ہے۔

یہ کتاب جمادی الاولی ۱۴۳۸ھ /۲۰۱۷ء میں اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن حیدرآباد، دکن کے زیر اہتمام چھپ چکی ہے۔

(۳) قاموس الکلمات الصعبة (اول، دوم): یہ کتاب موصوف کے والد گرامی حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی مد ظلہ العالی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی کتاب "مصباح الانشاء" کے مشکل الفاظ کی بہت عمدہ اور مفید فرہنگ ہے، جو اصل کتاب کے ساتھ

مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے زیر اہتمام شائع ہو چکی ہے۔ یہ کتاب جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور دیگر مدارس اسلامیہ کے نصاب تعلیم میں شامل ہے۔

(۴) نظرة على المدارس العربية الإسلامية في شبه القارة الهندية:

یہ عربی زبان میں آپ کا تحقیقی مقالہ ہے جسے آپ نے عمدۃ المحققین صدر العلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ العالی، ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ کی زیر نگرانی تحریر کیا ہے۔ یہ اپنے موضوع پر نہایت اہم، وقیع، اور معلومات سے لب ریز ہے۔ یہ مقالہ ابھی منتظر طباعت ہے۔

(۵) **خوف خاتمہ:** یہ کتاب حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی اہم تصنیف "المقدمة السالمة في خوف الخاتمة" کا شستہ، سلیس اور رواں اردو ترجمہ ہے۔ موصوف نے اس کی تحقیق وتخریج کے ساتھ بعض مشکل مقامات پر حاشیہ بھی لگایا ہے جس میں علمی اور تحقیقی رنگ صاف طور پر جھلکتا ہے۔ یہ کتاب بھی اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدر آباد دکن کے زیر اہتمام چھپ کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

(٦) **گستاخانِ صحابہ کا انجام:** یہ کتاب امام ضیاء الدین مقدسی علیہ الرحمہ کی مایہ ناز تصنیف "النهى عن سب الأصحاب ومافيه من الإثم والعقاب" کا سلیس، رواں اور شیریں اردو ترجمہ ہے۔

(۷) **مختلف موضوعات پر ایک درجن سے زائد مقالات ومضامین۔**

مشغلہ: تدریسی مصروفیات کے علاوہ دعوت وتبلیغ، تصنیف وتالیف، تحقیق وترجمہ وغیرہ۔

از قلم

محمد ساجد الرحمن مصباحی

تقدیم

جامع معقولات و منقولات، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی محمد ناظم علی مد ظلہ العالی،

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا و مسلما

اسد السنۃ، سیف اللہ المسلول حضرت علامہ شاہ فضل رسول عثمانی قادری بدایونی علیہ الرحمہ عقائد وکلام کی عظیم الشان کتاب "المعتقد المنتقد" میں اہل سنت کے روشن عقائد اور صحابۂ کرام کی عدالت وطہارت اور تقوی وپاکیزگی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ کرام کی عدالت ثابت مان کر انھیں صاف ستھرا جانا جائے اور ان میں سے کسی کے معصوم ہونے کا دعوی کیے بغیر ان کی تعریف وتوصیف اسی طرح کی جائے جس طرح اللہ عزوجل اور اس کے حبیب اعظم، شارع امت سید عالم ﷺ نے فرمائی۔" (المعتقد المنتقد، ص:۳۵۷)

امام اہل سنت، مجدد دین وملت سیدنا اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کتاب وسنت کی روشنی میں اس عقیدہ کو مزید مبرہن فرماتے ہوئے رقم فرماتے ہیں:

حضور اقدس سید عالم ﷺ کا ارشاد بابرکت ہے:

"اللہ اللہ في أصحابي، لا تتخذوهم غرضا من بعدي، من أحبهم فبحبي أحبهم، ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم، ومن آذاهم فقد آذاني، ومن آذاني فقد آذى الله، ومن آذى الله يوشك أن يأخذه". (جامع الترمذي، كتاب المناقب، باب في من سبّ أصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم)

"خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں، انھیں نشانہ نہ بنا لینا میرے بعد۔ جو انھیں دوست رکھتا ہے میری محبت سے انھیں دوست رکھتا ہے اور جو ان کا دشمن ہے میری

عداوت سے ان کا دشمن ہے جس نے انھیں ایذادی اس نے مجھے ایذادی اور جس نے مجھے ایذادی اس نے اللہ کو ایذادی اور جس نے اللہ کو ایذادی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گرفتار کرلے۔“

مزید فرماتے ہیں:

”مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ سب حضرات آقاے دو عالم ﷺ کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں، خدا و رسول کی بارگاہوں میں معظم و معزز اور آسمان ہدایت کے روشن ستارے ہیں۔”أصحابي كالنجوم“۔

مزید فرماتے ہیں:

”صحابہ کرام کے باب میں یادرکھنا چاہیے کہ وہ حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیا نہ تھے فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں، ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ ورسول کے احکام کے خلاف ہے۔

اللہ عزوجل نے سورۂ حدید میں صحابہ سید المرسلین ﷺ کی دو قسمیں فرمائیں:

(۱) ”من أنفق من قبل الفتح و قتل.“

(۲) ”الذين انفقوا من بعد و قتلوا.“

یعنی ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے، راہ خدا میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا جب کہ ان کی تعداد بھی بہت قلیل تھی اور وہ ہر طرح ضعیف و درماندہ بھی تھے، انھوں نے اپنے اوپر جیسے جیسے شدید مجاہدے گوارا کر کے اور اپنی جانوں کو خطروں میں ڈال ڈال کر، بے دریغ اپنا سرمایہ اسلام کی خدمت کے لیے نذر کر دیا۔ یہ حضرات مہاجرین وانصار میں سے سابقین اولین ہیں۔ ان کے مراتب کا کیا پوچھنا۔

دوسرے وہ کہ بعد فتح مکہ ایمان لائے، راہ مولا میں خرچ کیا اور جہاد میں حصہ لیا۔ ان اہل ایمان کے اس اخلاص کا ثبوت جہاد مالی وقتالی سے دیا جب کہ اسلامی سلطنت کی جڑ مضبوط ہو چکی تھی اور مسلمان کثرت تعداد اور جاہ مال ہر لحاظ سے بڑھ چکے تھے اجر ان کا بھی عظیم ہے لیکن ظاہر ہے کہ ان سابقون اولون کے درجہ کا نہیں۔

اس لیے قرآن عظیم نے ان پہلوں کو ان پچھلوں پر فضیلت دی اور پھر فرمایا:

”وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ“.

ان سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے اجر ملے گا سب ہی کو، محروم کوئی نہ رہے گا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ فرمایا گیا، ان کے حق میں فرماتا ہے: اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾۔ وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا ۚ۔ وہ جہنم کی بھنک تک نہ سنیں گے۔ ”وَ هُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ ۚ“ وہ ہمیشہ اپنی من مانی جی بھاتی مرادوں میں رہیں گے۔ ”لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ“ قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انھیں غم گین نہ کرے گی۔ ”وَ تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ“۔ فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ ”هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾“۔ یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمھارا دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔

اوران کے بعض معاملات جن میں کثر حکایات کاذبہ ہیں ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔

مزید فرماتے ہیں:

”تابعین سے لے کر تا قیامت امت کا کوئی ولی کیسے ہی پایہ عظیم کو پہنچے، صاحب سلسلہ ہو خواہ غیران کا، ہرگز ہرگز ان میں سے ادنی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا اور ان میں ادنی کوئی نہیں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد صادق کے مطابق اوروں کا کوہ احد کے برابر سونا ان کے نیم صاع جو کے برابر نہیں، جو قرب خدا انھیں حاصل دوسرے کو میسر نہیں اور جو درجات عالیہ یہ پائیں گے غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے۔ (ملخصا، فتاوی رضویہ، ۲۹)

ان روشن حقائق و عقاید کے پیش کرنے سے میرا مقصود صحابہ کرام کی عدالت وطہارت اور پاکیزگی کو واشگاف کرنا ہے۔ آج کے پرفتن دور میں نت نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں اور صحابہ

کرام کی عدالت وطہارت کے خلاف موشگافیاں کی جارہی ہیں جب کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إذا ذكر أصحابي فأمسكوا." جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو۔

خاص کر اول ملوک اور سلطنت محمدیہ کے پہلے بادشاہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں دشنام طرازیاں کی جارہی ہیں جب کہ سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا گیا کہ سیدنا امیر معاویہ اور سیدنا عمر بن عبدالعزیز میں کون افضل ہے تو آپ نے فرمایا: الغبار الذي دخل أنف فرس معاوية مع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم خير من عمر بن عبد العزيز كذا وكذا مرة.

(الصوائق المحرقۃ لابن حجرا لہیتمی)

سیدنا امیر معاویہ نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ جو جہاد کیا تھا اس جہاد کے وقت آپ کے گھوڑے کی ناک میں جو دھول داخل ہوئی تھی وہ سیدنا عمر بن عبدالعزیز سے درجوں افضل ہے۔

آج الکٹرانک میڈیا پر زور وشور کے ساتھ کچھ مطلق العنان لوگ اپنی مطلق العنانی اور دریدہ دہنی کا اعلان واظہار کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے بس اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

"جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔" (نسیم الریاض، الباب الثالث، مرکز اہل سنت برکات رضا، گجرات، ۴۳۰/۳)

ہمارے لیے حجت اللہ ورسول کے روشن ارشادات اور ائمہ اہل سنت کی گراں قدر تصریحات وتلویحات ہیں، ان ارشادات عالیہ کے خلاف اگر کوئی کچھ کہتا ہے "فأذني عنه عماء". میرے کان ایسی باتوں کے سننے سے بہرے ہیں۔

صحابۂ کرام کی عدالت وپاکیزگی کے اظہار اور ان کی شان رفیع میں دریدہ دہنی کے علمی محاسبہ کے سلسلے میں ہمارے بہت سے ائمہ اعلام واعیان امت نے گراں قدر تصنیفات فرمائیں اور ان بلند بارگاہوں میں دشنام طرازی کرنے والوں کا سخت علمی محاسبہ فرمایا اور ان کا ایسا روشن رد فرمایا جس کے مطالعہ سے ایک عادل ومنصف مزاج اور صائب الراے وصاحب

فہم وفراست صحابۂ کرام خاص کر شیخین کریمین، حضرت علی ومحبوبۂ محبوب رب العالمین سید تنا ام المومنین عائشہ صدیقہ وسیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہم کے ساتھ حسن عقیدت کا کامل اذعان ہوتا ہے اور ہوس پرستوں کی ہوس پرستی کا دبیز پردہ چاک ہوتا ہے انھیں اجلۂ علماے متاطین میں علامہ **ضیاء الدین مقدسی** علیہ الرحمہ کی روشن شخصیت ہے جنھوں نے صحابۂ کرام کی فضیلت اور طہارت وعدالت کو واشگاف فرمانے اور ان کی بلند بارگاہوں میں بے جا لعن طعن اور دریدہ دہنی کرنے والوں کی حقیقت بے نقاب نامراد وناکام کرنے کے لیے ایک گراں قدر تحقیقی کتاب ”النهي عن سبّ الأصحاب ومافيه من الإثم والعقاب“ تالیف فرمائی اور کتاب اللہ کے روشن نصوص اور اس باب میں وارد اخبار وآثار اور ائمہ اہل سنت کے روشن ارشادات ذکر فرمائے اور شاتمان صحابہ خاص کر شیخین کریمین اور حضرت مولاے کائنات مولی علی رضی اللہ تعالی عنہ اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی شان میں طعن وتشنیع اور گستاخی وبے باکی کرنے والوں کا روشن رد فرمایا۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر تحقیقات کا گراں قدر علمی خزانہ تھی اس کی افادیت کو عام وتام کرنے کے لیے جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ذی استعداد وباصلاحیت، متحرک وفعال مقبول ترین جواں سال استاذ جناب مولانا **محمد رئیس اختر مصباحی** بارہ بنکوی صاحب نے سلیس ودل نشیں اردو بامحاورہ ترجمہ فرمایا مولانا موصوف اپنی تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ قلمی مشاغل بھی رکھتے ہیں اس سے پیش تر آپ نے درج ذیل قلمی خدمات کی سعادت حاصل کی ہے:

(۱) تنو یر الأبصار في الأدعية الواردة في الأحاديث والآثار.

(۲) شیخ خراسان، صوفی کبیر امام ابو عبد اللہ سلمی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب ”آداب الصحبة وحسن العشرة“۔ (اردو ترجمہ: تحقیق وتخریج)

(۳) امام ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری کی کتاب ”المقدمة السالمة في خوف الخاتمة“ (اردو ترجمہ، تحقیق وتعلیق وتخریج)۔

(۴) ”قاموس الكلمات الصعبة“۔

مولانا موصوف نے **اول الذکر** کتاب میں دعا کے آداب و شرائط، اور احکام تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں اور مستجاب اوقات کی ماثور اور مقبول دعائیں اور ان کا شیریں اردو زبان میں ترجمہ فرمایا ہے۔ اور **ثانی الذکر** کتاب میں ترجمہ کے ساتھ تخریج کا بھی گراں قدر کام کر کے ایک اہم خدمت انجام دی۔

ثالث الذکر کتاب میں محض ترجمہ و تخریج پر اکتفانہ کر کے اسے گراں قدر ضروری تعلیقات و حواشی سے مزین کر کے اس کی افادیت میں اضافہ کیا۔

رابع الذکر کتاب ملک و ملت کی عظیم ترین دینی دانش گاہ جلالۃ العلم ابو الفیض سیدنا سرکار حافظ ملت علیہ الرحمہ کی روشن یادگار، جامعہ کے مؤقر استاذ اپنے والد مشفق و مکرم **حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی** صاحب کی کتاب مصباح الانشاء (اول، دوم و سوم) کے مشکل عربی و اردو الفاظ کی فرہنگ ہے۔ مولانا موصوف نے جامعہ اشرفیہ میں تعلیم و تعلم کے دوران یہ قابل قدر خدمت انجام دی اور عربی و اردو انشا نگاری کو آسان تر کر کے اپنے والد مشفق و مہربان کی علمی وراثت کا حق ادا کیا۔

آخر الذکر کتاب جو بر وقت میرے مطالعہ کی میز پر ہے۔ موجودہ حالات کے پیش نظر آپ کا یہ بہت اہم کارنامہ ہے، آپ نے حالات کے تقاضوں کی رعایت کرتے ہوئے ایک اہم کتاب کا انتخاب کر کے علماے اسلام بالخصوص فرزندان اشرفیہ کو اس بات کی دعوت دی ہے کہ موجودہ حالات کے پیش نظر نت نئے فتنے کا سر قلم کرنا اور اسے فنا کے گھاٹ اتار دینا اور صحابۂ کرام کی عدالت و پاکیزگی کو آفتاب نصف النہار سے زیادہ تاباں و درخشاں کرنا، ان سے حسن عقیدت کا چراغ روشن و فروزاں کرنا اور اہل سنت کے اس محکم عقیدے کو عیاں و آشکارا کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اور کتاب و سنت کے روشن ارشادات کے مقابل اپنی ہوس پرستی کو عام کرنا اور اسے عقیدۂ اہل سنت کا نام دینا انصاف و دیانت کا خون کرنا اور عقیدہ اہل سنت کو مسخ کر کے رفض کی دعوت دینا ہے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ داعیان اسلام اس طرف متوجہ ہوں اور اس رونما

فتنے کو اس کے آخری ٹھکانے تک پہنچادیں۔

مولانا موصوف اپنی اس اہم علمی ودینی وقیع خدمت پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ڈھیر ساری مبارک بادیوں کے مستحق ہیں مولا عزوجل اپنے حبیب پاک کے صدقے آپ کی اس قلمی خدمت کو قبول فرمائے، مزید قلمی خدمات کی توفیق رفیق بخشے، آپ کے علم وفضل کو بلند ومستحکم فرمائے اور آپ کے مستقبل کو روشن وتاب ناک فرمائے۔ اور آسیب روزگار سے محفوظ ومامون فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ وحزبہ ازکی التحیۃ واسمی التسلیم إلی یوم الدین.

محمد ناظم علی مصباحی

خادم جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی

۲۰؍ جنوری ۲۰۱۹ء

صحابۂ کرام کی شان میں گستاخی سے ممانعت

(۱)

صحابۂ کرام کو برا بھلا نہ کہو:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ.

"میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو، اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا (راہ خدا میں) خرچ کرے پھر بھی وہ ان میں سے کسی کے دیے ہوئے ایک مد یا نصف مد (ایک سیر یا آدھے سیر) کے برابر نہیں پہنچ سکتا"۔

اس حدیث کا ثبوت بروایتِ سعد بن مالک بن سنان انصاری معروف بہ ابو سعید خدری، ابو صالح ذکوان اور سلیمان بن مہران اعمش کی حدیث سے ہوتا ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے صحیحین میں اس حدیث کی روایت کی ہے، امام بخاری نے "عن آدم بن أبي إياس العسقلانی عن شعبة" کی سند سے اس کی روایت کی ہے۔

اور امام مسلم نے "عن عبيد الله بن معاذ العنبری عن أبيه عن شعبة" کی سند سے اس کی روایت کی ہے۔

(۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فوالذي نفسي بيده لو أنفق أحدكم مثل أحد ذهبا ما بلغ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ.

" میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو، اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے پھر بھی وہ صحابہ میں سے کسی کے دیے ہوئے ایک سیر یا نصف سیر کے برابر نہیں پہنچ سکتا۔

(۳)

صحابی کو تکلیف دینا خدا اور رسول کو تکلیف دینا ہے:

حضرت عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

اللّٰهَ اللّٰهَ فِي أَصْحَابِي اللّٰهَ اللّٰهَ فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذى اللّٰهَ تبارك وتعالى وَمَنْ آذَى اللّٰهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ.

"میرے صحابہ کے متعلق اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ سے متعلق اللہ سے ڈرو، میرے بعد انھیں نشانہ نہ بنانا، جس نے صحابہ سے محبت کی اس نے میری محبت کی بنیاد پر ہی ان سے محبت کی اور جس نے ان سے عداوت کی اس نے میری عداوت کی بنا پر ہی ان سے عداوت کی، اور جس نے انھیں تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تبارک وتعالی کو تکلیف دی، اس جس نے اللہ کو تکلیف دی، جلد ہی اللہ اس کی گرفت فرمائے گا۔

اس حدیث کی روایت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مسند (مسند احمد بن حنبل) میں اسی طرح کی ہے، اور بعض محدثین نے اس کی روایت "عن ابراھیم بن سعد، عن عبیدۃ بن أبي رایطۃ، عن عبد اللہ بن عبد الرحمن" کی سند سے کی ہے۔ واللہ اعلم

(۴)

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰهَ اللّٰهَ فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِي ثَلَاثًا مَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللّٰهَ ومن آذى اللّٰه يوشك أَنْ يَأْخُذَهُ.

”میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد انھیں نشانہ نہ بنانا - یہ الفاظ انھوں نے تین بار ارشاد فرمائے -جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے ہی ان سے محبت کی اور جس نے ان سے عداوت کی اس نے مجھ سے عداوت کی وجہ سے ہی ان سے عداوت کی، جس نے انھیں اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی، اس جس نے اللہ کو اذیت دی بہت جلد اللہ اس کی گرفت فرمائے گا۔

امام بغوی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کی روایت محمد بن جعفر ورکانی اور احمد بن ابراہیم موصلی سے اسی طرح کی ہے۔

(۵)

شاتمانِ صحابہ پر فرشتوں کی لعنت:

حضرت عبد الرحمن بن سالم بن عبد الرحمن بن عویم بن ساعدہ نے اپنے والد سے روایت کی انھوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى اخْتَارَنِي وَاخْتَارَ لِي أَصْحَابًا فَجَعَلَ لِي مِنْهُمْ وُزَرَاءَ وَأَنْصَارًا وَأَصْهَارًا فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ.

”اللہ نے مجھے منتخب فرمایا، میرے ساتھی چنے، اور میرے لیے ان میں سے معاون ومددگار اور قرابت دار بنائے، جو انھیں گالی دے اس پر اللہ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، بروزِ قیامت اس کی فرض ونفل عبادت قبول نہ ہوگی۔“

(۶)

صحابی کے گستاخ پر اللہ کی لعنت:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضِی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَأَصْحَابِي يَقِلُّونَ فَلَا تَسُبُّوهُمْ فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ.

''عام لوگ زیادہ ہوں گے اور میرے صحابی کم ہوں گے، تو انھیں گالی نہ دینا، جو انھیں گالی دے گا اس پر اللہ کی لعنت ہے۔''

(۷)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَعَنَ اللهُ مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي.

''میرے صحابہ کو گالی دینے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔''

(۸)

مُردوں کا ذکرِ خیر ہی کرو:

حضرت سہل بن یوسف بن سہل بن مالک انصاری رضِی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد (یوسف بن سہل) سے روایت کرتے ہیں وہ ان کے دادا (سہل بن مالک انصاری) سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے تشریف لائے تو منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا کی پھر ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَسُؤْنِي قَطُّ فَاعْرِفُوا ذَلِكَ لَهُ، يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي رَاضٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي

طَالِبٍ وَطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ فَاعْرِفُوا ذَلِكَ لَهُمْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ غَفَرَ لِأَهْلِ بَدْرٍ وَالْحُدَيْبِيَةِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ احْفَظُونِي فِي أَخْتَانِي وَأَصْهَارِي وَفِي أَصْحَابِي لَا يُطَالِبَنَّكُمُ اللهُ بِمَظْلِمَةِ أَحَدٍ مِنْهُمْ فَإِنَّهَا لَيْسَتْ تَذْهَبُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْفَعُوا أَلْسِنَتَكُمْ عَنِ الْمُسْلِمِينَ وَإِذَا مَاتَ الرَّجُلُ فَلَا تَقُولُوا إِلَّا خَيْرًا ثُمَّ نَزَلَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

" لوگو! ابو بکر نے مجھے کبھی تکلیف نہیں دی، ان کے متعلق یہ بات یاد رکھنا۔ لوگو! میں عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن عوام، سعد بن مالک، عبد الرحمن بن عوف اور پہلے پہل ہجرت کرنے والوں سے راضی ہوں، ان کے متعلق میری یہ بات یاد رکھنا، لوگو! میرے داماد، خسر اور صحابۂ کرام کے بارے میں میری بات یاد رکھنا۔

لوگو! مسلمانوں کے تعلق سے اپنی زبانیں بند رکھنا، جب ان میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کے بارے میں سوائے خیر کے کچھ نہ کہنا۔" پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لائے۔

(۹)

چار یار کی محبت ایمان کی علامت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَجْتَمِعُ حُبُّ هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةِ إِلَّا فِي قَلْبِ مُؤْمِنٍ، أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

"ابو بکر و عمر، عثمان و علی ان چاروں کی محبت مومن ہی کے دل میں جمع ہوگی۔"

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے متعلق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان

(۱۰)

شیخین کے گستاخ کو سخت سزا دی جائے:

حضرت سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ میرا گزر شیعوں کی ایک جماعت کے پاس سے ہوا جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضِی اللہ تعالی عنہما کو گالیاں دے رہے تھے، میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: امیر المومنین! ابھی میں آپ کے چاہنے والوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا جو حضرت ابوبکر و عمر رضِی اللہ تعالی عنہما پر ایسی عیب چینی کر رہے تھے جو اس امت کی طرف سے ان کے شایان شان نہیں، تو اگر آپ کے دل میں اس طرح کی باتیں نہ ہوتیں جنھیں وہ علانیہ کہہ رہے ہیں تو ان کی یہ جراءت نہ ہوتی۔

حضرت علی رضِی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

”ما أضمر لهما إلّا الذي أتمنّي المضي عليه، لعن اللهُ من أضمر لهما إلّا الحسنَ الجميلَ “یعنی میرے دل میں ان کے تعلق سے وہی باتیں ہیں جن پر چلنے کی میں آرزو رکھتا ہوں۔ اس پر اللہ کی لعنت ہو جو ان کے متعلق دل میں خیر کے سوا کچھ اور رکھے۔

پھر میرا ہاتھ پکڑ کر اشک بار آنکھوں کے ساتھ کھڑے ہوئے اور مسجد میں داخل ہوکر منبر پر رونق افروز ہوئے پھر ہاتھ سے اپنی سفید ریش مبارک پکڑ کر اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو گئے اس کے بعد کھڑے ہو کر ایک مختصر اور بلیغ خطبہ دیا، ارشاد فرمایا:

مَا بَالُ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ سَيِّدَيْ قُرَيْشٍ وَأَبَوِي الْمُسْلِمِينَ أَنَا مِمَّا قالوا برئ وَعَلَى مَا قَالُوا مُعَاقِبٌ، أَلَا وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ لَا يُحِبُّهُمَا إِلَّا مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ ولا يبغضهما إلا فاجر ردي، صَحِبَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصِّدْقِ وَالْوَفَاءِ يَأْمُرَانِ وَيَنْهَيَانِ وَمَا يُجَاوِزَانِ فِيمَا يَصْنَعَانِ رَأْيَ رَسُولِ اللهِ، وَلَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَرَى بِمِثْلِ رَأْيِهِمَا وَلَا يُحِبُّ كَحُبِّهِمَا أَحَدًا، مَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمَا رَاضٍ وَمَضَيَا وَالْمُؤْمِنُونَ عَنْهُمَا رَاضُونَ، أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ بِصَلَاةِ الْمُؤْمِنِينَ فَصَلَّى بهما سَبْعَةَ أَيَّامٍ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَبَضَ اللّٰهُ تَعَالَى نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاخْتَارَ لَهُ مَا عِنْدَهُ وَلَّاهُ الْمُؤْمِنُونَ أَمْرَهُمْ وَقَضَوْا إِلَيْهِ الزَّكَاةَ لِأَنَّهُمَا مَقْرُونَتَانِ ثُمَّ أَعْطَوْهُ الْبَيْعَةَ طَائِعِينَ غَيْرَ كَارِهِينَ، أَنَا أَوَّلُ مَنْ سَنَّ ذَلِكَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ لِذَلِكَ كَارِهٌ يَوَدُّ أَنَّ أَحَدَنَا كَفَاهُ ذَلِكَ، وَكَانَ وَاللّٰهِ خَيْرَ مَنِ اتَّقَى أَرْحَمَهُ رَحْمَةً وَأَرْأَفَهُ رَأْفَةً وَأَثْبَتَهُ وَرَعًا وَأَقْدَمَهُ سِنًّا وَإِسْلَامًا، شَبَّهَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِيكَائِيلَ رَأْفَةً وَرَحْمَةً وَبِإِبْرَاهِيمَ عَفْوًا وَوَقَارًا، فَسَارَ فِينَا سِيرَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مَضَى عَلَى ذَلِكَ.

ثُمَّ وَلِيَ عُمَرُ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ رَضِيَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَرِهَ، فَلَمْ يُفَارِقِ الدُّنْيَا حَتَّى رَضِيَ بِهِ مَنْ كَانَ كَرِهَهُ، فَأَقَامَ الْأَمْرَ عَلَى مِنْهَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبِهِ يتبع آثارهما كتباع الْفَصِيلِ أُمَّهُ، وَكَانَ وَاللّٰهِ رَفِيقًا رَحِيمًا لِلْمَظْلُومِينَ عَوْنًا وَرَاحِمًا وَنَاصِرًا لَا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، ضَرَبَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ عَلَى لِسَانِهِ وَجَعَلَ الصِّدْقَ مِنْ شَأْنِهِ حَتَّى كُنَّا نَظُنُّ أَنَّ مَلَكًا يَنْطِقُ عَلَى لِسَانِهِ، أَعَزَّ اللّٰهُ بِإِسْلَامِهِ الْإِسْلَامَ وَجَعَلَ هِجْرَتَهُ لِلدِّينِ قِوَامًا، أَلْقَى اللّٰهُ تَعَالَى لَهُ فِي قُلُوبِ الْمُنَافِقِينَ الرَّهْبَةَ وَفِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ الْمَحَبَةَ، شَبَّهَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجِبْرِيلَ فَظًّا غَلِيظًا عَلَى الْأَعْدَاءِ وَبِنُوحٍ حَنِقًا مُغْتَاظًا. الضَّرَّاءُ عَلَى طَاعَةِ اللّٰهِ آثَرُ عِنْدَهُ مِنَ السَّرَّاءِ عَلَى مَعْصِيَةِ اللّٰهِ.

فَمَنْ لَكُمْ بِمِثْلِهِمَا رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا وَرَزَقَنَا الْمُضِيَّ عَلَى سَبِيلِهِمَا فَإِنَّهُ لَا يُبْلَغُ مَبْلَغُهُمَا إِلَّا بِاتِّبَاعِ آثَارِهِمَا وَالْحُبِّ لَهُمَا، أَلَا فَمَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبُّهُمَا وَمَنْ لَمْ يُحِبُّهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي وَأَنَا مِنْهُ بَرِيءٌ، وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ إِلَيْكُمْ فِي أَمْرِهِمَا لَعَاقَبْتُ عَلَى هَذَا أَشَدَّ الْعُقُوبَةِ، وَلَكِنْ لَا يَنْبَغِي أَنْ أُعَاقِبَ قَبْلَ التَّقَدُّمِ، فَمَنْ أُتِيتُ بِهِ يَقُولُ هَذَا بَعْدَ الْيَوْمِ فَإِنَّ عَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُفْتَرِي، أَلَا وَخَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ

وَعُمَرُ وَلَوْ شِئْتُ سَمَّيْتُ الثَّالِثَ. وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ لِي وَلَكُمْ.

ترجمہ: ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ قریش کے دو سرداروں اور مسلمانوں کے سرپرستوں کو (برائی کے ساتھ) یاد کر رہے ہیں۔ میں ان کی ان باتوں سے بے زار ہوں اور انھیں اس پر سزا دوں گا۔ سنو! اس ذات کی قسم جس نے دانہ چیر کر اس سے پودا نکالا، اور روح کی تخلیق فرمائی، ابو بکر و عمر سے، تقوی شعار مومن ہی محبت کرے گا اور رذیل فاجر ہی عداوت کرے گا۔ یہ دونوں حضرات صداقت و راست بازی اور اخلاص و وفا کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے، امر و نہی کا فریضہ انجام دیا، اپنے عمل میں رسول اللہ ﷺ کی رائے سے سر مو انحراف نہیں کیا، اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کی رائے کے برابر کسی کی رائے نہیں سمجھتے تھے اور ان کی طرح کسی سے محبت نہیں کرتے تھے، آپ دنیا سے اس حالت میں تشریف لے گئے کہ ان سے راضی تھے اور یہ حضرات اس حال میں تشریف لے گئے کہ اہل ایمان ان سے راضی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کو مسلمانوں کی امامت کا حکم دیا، آپ نے حضور کی حیاتِ ظاہری میں سات دن امامت فرمائی، جب اللہ تعالی نے اپنے نبی کو اپنے پاس بلا لیا اور ان کے لیے اپنی بارگاہ کا انتخاب فرمایا تو مسلمانوں نے انھیں (حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کو) اپنے دین کا والی بنایا۔ اور انھیں زکات ادا کی کیوں کہ یہ دونوں باتیں باہم مربوط ہیں۔

پھر خوشی خوشی ان کی بیعت کی اور بنو عبد المطلب میں سب سے پہلے میں اس راستے پر چلا جب کہ وہ خود (خلیفہ بننا) نہیں چاہتے تھے، ان کی خواہش تھی کہ ہم میں کا کوئی ایک اس (بار خلافت کو اٹھانے) کے لیے کافی ہے، اور اللہ کی قسم! وہ تقوی و پرہیز گاری میں سب سے بہتر، شفقت و مہربانی میں سب سے بڑھ کر، زہد و ورع میں سب سے مستحکم، عمر میں سب سے بڑے اور قدیم الاسلام تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں شفقت و مہربانی میں حضرت میکائیل علیہ السلام سے، عفو و درگزر اور ہیبت و وقار میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دی۔ وہ ہمارے درمیان رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے رہے یہاں تک کہ دنیا سے اسی حالت میں تشریف لے گئے۔

پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ اس حال میں ہوئے کہ کچھ لوگ انھیں پسند کرتے تھے اور کچھ ناپسند، لیکن ان کے دنیا سے تشریف لے جانے تک انھیں ناپسند کرنے والے بھی پسند کرنے لگے، انھوں نے نبی اکرم ﷺ اور ان کے یارِ غار (ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ) کے طریقے پر خلافت کی ذمہ داری نبھائی، اور ان کے نقشِ قدم پر ایسے چلتے رہے جیسے اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے چلتا ہے۔

خدا کی قسم! وہ مشفق و مہربان، مظلوموں کے معاون و مددگار اور ان پر رحم کرنے والے تھے، انھیں راہ خدا میں کسی ملامت گر کی ملامت کا ڈر نہیں تھا، اللہ تعالی نے ان کی زبان پر حق کی مہر لگا دی تھی اور صداقت وراست گوئی کو ان کا وصف بنا دیا تھا یہاں تک کہ ہمیں لگتا کہ ان کی زبان پر کوئی فرشتہ بول رہا ہے۔ اللہ تعالی نے ان کے مسلمان ہونے سے اسلام کو قوت بخشی، ان کی ہجرت کو قیام دین کا سبب بنایا، منافقوں کے دلوں میں ان کا رعب ڈال دیا اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا فرما دی، رسول اللہ ﷺ نے انھیں دشمنوں پر سختی کرنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اور غیظ و غضب میں حضرت نوح علیہ السلام سے تشبیہ دی، ان کے نزدیک اللہ کی طاعت وفرماں برداری کے راستے میں پریشانی اٹھانا اس کی معصیت و نافرمانی میں آرام پانے سے زیادہ پسندیدہ تھی۔

تم میں کوئی ان دونوں حضرات کی طرح ہے؟ اللہ ہمیں ان کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، کیوں کہ ان کے نشانِ قدم پر چل کر اور ان سے محبت کر کے ہی ان کے مقام تک پہنچا جا سکتا ہے۔

سنو! جسے مجھ سے محبت ہے وہ ان سے محبت کرے اور جس نے ان سے محبت نہیں کی اس نے مجھ سے دشمنی کی، اور میں اس سے بے زار ہوں۔ اگر ان کے تعلق سے یہ بات میں نے تمھیں پہلے ہی بتائی ہوتی تو اس پر تمھیں کڑی سزا دیتا، لیکن بتانے سے پہلے سزا دینا مناسب نہیں، آج کے بعد جسے ایسا کہتے ہوئے سنا گیا اس کی وہی سزا ہوگی جو تہمت لگانے والے کی ہوتی ہے۔

سنو! اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر و عمر رضِی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ اگر میں چاہتا تو تیسرے کا بھی ذکر خیر کرتا۔ استغفر اللہ لي ولکم۔"

عبدالحمید حمّالی نے حسن بن عمارۃ سے اسی مفہوم کی حدیث روایت کی ہے۔

(۱۱)

شیخین کے گستاخ کی سزا:

حضرت عبیدہ سلمانی رضِی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضِی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر و عمر رضِی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا بھلا کہا ہے تو اسے بلا بھیجا، وہ حاضر ہوا۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ آپ کے سامنے بطور تعریض ان کے عیوب بیان کرنے لگا آپ سمجھ گئے اور فرمایا:

أما والذي بعث محمداً بِالْحَقِّ لَوْ سَمِعْتُ مِنْكَ مَا بَلَغَنِي أَوْ ثَبَتَتْ عَلَيْكَ بَيِّنَةٌ لألقيت أكثرك شعرا.

"سنو! اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، مجھے جو کچھ معلوم ہوا اگر میں اسے تمھاری زبان سے سن لیتا یا تمھارے خلاف گواہی ثابت ہو جاتی تو تمھارا سر قلم کر دیتا۔"

ارشاد باری تعالیٰ "وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" کا بیان

(۱۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گستاخ کی تفہیم:

حضرت لیث بن ابوسلیم کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضِی اللہ تعالیٰ عنہ کو

معلوم ہوا کہ ایک شخص نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ پر عیب چینی کی ہے تو آپ نے اسے بلا کر اپنے سامنے بٹھایا اور یہ آیت تلاوت کی ”لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَۚ(۸)“ (الحشر:۸)

ترجمہ: (اور مال فے میں حصہ ہے) ان غریب مہاجرین کا جو اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اپنے مالوں سے بے دخل کر دیے گئے وہ اللہ کا فضل و کرم اور اس کی خوش نودی چاہتے ہیں۔ اللہ (کے دین) اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ہیں۔

پھر پوچھا: کیا تو ان لوگوں میں سے ہے؟ اس نے جواب دیا ”نہیں“

پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی ”وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﳴ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَۚ(۹)“ (الحشر:۹)

ترجمہ: اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو مہاجرین (کی آمد) سے پہلے دار ہجرت میں مقیم ہیں اور ایمان میں (ثابت قدم ہیں)، ان سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں اور اپنے دلوں میں اس کے بارے میں کوئی خلش نہیں پاتے جو مہاجرین کو دے دی جائے اور انھیں اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگر چہ خود انھیں اس چیز کی شدید حاجت ہو، اور جنھیں نفس کے حرص سے بچا لیا گیا وہ ہی کامیاب و کامران ہیں۔

اس کے بعد اس سے پوچھا: کیا تو ان میں سے ہے؟ اس نے کہا نہیں۔

پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ”وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۠(۱۰)“۔ (الحشر:۱۰)

ترجمہ: اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو ان کے بعد آئے، جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان

لائے اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لیے بغض اور کینہ نہ پیدا کر، اے ہمارے رب! یقیناً تو رحم فرمانے والا مہربان ہے۔

اس کے بعد پوچھا: کیا تو ان لوگوں میں سے ہے؟ اس نے کہا: امید ہے کہ ان میں سے ہوں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: نہیں، خدا کی قسم! وہ شخص ان میں سے نہیں جو انھیں (حضرت عثمان وغیرہ صحابۂ کرام کو) برا بھلا کہے اور اس کے دل میں ان کے بارے میں کینہ ہو۔

(۱۳)

خلفائے ثلاثہ کے گستاخ کو امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ کی پھٹکار:

امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا بیان ہے کہ ان کے پاس عراقیوں کی ایک جماعت آئی جس نے حضرت ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ تعالی عنہم کے بارے میں عیب چینی کی، جب وہ لوگ عیب چینی کر چکے تو امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ نے ان سے فرمایا: مجھے بتاؤ تم لوگ ان مہاجرین اولین میں سے ہو (جن کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے) جو اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اپنے مالوں سے بے دخل کر دیے گئے، وہ اللہ کا فضل وہ کرم اور اس کی خوش نودی چاہتے ہیں اور اللہ (کے دین) اور اس کے رسول کی نصرت وحمایت کرتے ہیں یہیں سچے لوگ ہیں۔ انھوں نے کہا: نہیں۔

پھر حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ نے پوچھا تم ان لوگوں میں سے ہو (جن کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا) جو مہاجرین (کی آمد) سے پہلے دار ہجرت (مدینہ) میں مقیم ہیں اور ایمان میں (ثابت قدم ہیں)، ان سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے اور اس کے بارے میں اپنے سینوں میں کوئی خلش نہیں پاتے ہیں جو مہاجرین کو دے دی جائے، اور انھیں اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انھیں خود اس چیز کی سخت ضرورت ہو، اور جنھیں نفس کے لالچ سے بچا لیا گیا وہی کامیاب لوگ ہیں۔

انھوں نے کہا: "نہیں"۔

حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: کہ تم نے ان دو جماعتوں میں ہونے سے براءت کا اظہار کر دیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان میں سے بھی نہیں جن کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

”وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۠﴿۱۰﴾“

(جو ان کے بعد آئے جو کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لیے بغض وکینہ نہ رکھ، اے ہمارے رب! یقیناً تو رحم فرمانے والا مہربان ہے۔)

پھر فرمایا: نکل جاؤ، اللہ تمھیں تباہ وبرباد کر دے۔

شیخین سے متعلق حضرت حسن بن محمد بن حنفیہ کا بیان

(۱۴)

شیخین سے محبت کمال ایمان کا معیار:

حضرت عبد الواحد بن ایمن مخزومی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت حسن بن محمد بن حنفیہ کو فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ كَانَ سَأَلَنَا عَنْ أَمْرِنَا وَرَأْيِنَا فإنا قومٌ الله عز وجل ربنا والإسلام ديننا ومحمد صلى الله عليه وسلم نبينا والقرآن إمامنا وهو حجتنا نرضى من أئمتنا بأبي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ونرضى أَنْ يُطَاعَا وَنَسْخَطُ أَنْ يُغْضَبَا نُوَالِي وَلِيَّهُمَا وَنُعَادِي عَدُوَّهُمَا.

”جو ہمارے دین ومذہب کے بارے میں پوچھتا ہے (سنے) ہم ایسی قوم ہیں جس کا رب اللہ ہے، جس کا دین اسلام ہے جس کے نبی محمد ﷺ ہیں، قرآن ہمارا ہادی اور رہ نما ہے، ہم اپنے امام حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما سے راضی ہیں اور ان کی اطاعت کو

پسند اور ان کی نافرمانی کو ناپسند کرتے ہیں۔ ہم ان کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے دشمنوں کو دشمن۔“

حضرات شیخین سے متعلق حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان

(۱۵)

حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تبرا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تبرا ہے:

حضرت ہاشم بن بَرید کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: يَا هَاشِمُ اعْلَمْ وَاللهِ إِنَّ الْبَرَاءَةَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ الْبَرَاءَةُ مِنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، فَإِنْ شِئْتَ فَتَقَدَّمْ وَإِنْ شِئْتَ فَتَأَخَّرْ.

”اے ہاشم، یاد رکھو، حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بے زاری حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بے زاری ہے تو چاہے آگے آجاؤ چاہے پیچھے ہٹ جاؤ۔“ (یعنی چاہے بے زاری کا اظہار کرو چاہے نہ کرو۔)

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے متعلق امام باقر ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

(۱۶)

شیخین کی عیب چینی کرنے والے خدا کے دشمن:

جابر بن یزید بن حارث جعفی سے روایت ہے کہ مجھ سے امام باقر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

يَا جَابِرُ بَلَغَنِي أَنَّ قَوْمًا بِالْعِرَاقِ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ يُحِبُّونَنَا وَيَتَنَاوَلُونَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَيَزْعُمُونَ أَنِّي آمُرُهُمْ بِذَلِكَ فَأَبْلِغْهُمْ أَنِّي إِلَى اللهِ مِنْهُمْ بَرِيءٌ، وَالَّذِي نَفْسُ

مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ وَلِيتُ لَتَقَرَّبْتُ إِلَى اللهِ تَعَالَى بِدِمَائِهِمْ، لَا نَالَتْنِي شَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَسْتَغْفِرُ لَهُمَا وَأَتَرَحَّمُ عَلَيْهِمَا، إِنَّ أَعْدَاءَ اللهِ لَغَافِلُونَ عَنْهُمَا.

"اے جابر! مجھے معلوم ہوا ہے کہ عراق میں کچھ لوگ ہم سے محبت کا دعوی کرتے ہیں اور حضرت ابوبکر و عمر رضِی اللہ تعالیٰ عنہما پر عیب چینی کرتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ میں نے انھیں اس کا حکم دیا ہے، انھیں بتادو کہ میں بارگاہِ خدا میں ان سے بے زاری کا اظہار کرتا ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر میں حاکم ہوتا تو ان کا خون بہا کر اللہ کا تقرب حاصل کرتا، اگر میں حضرت ابوبکر و عمر رضِی اللہ تعالیٰ عنہما کے لیے مغفرت کی دعا اور ان سے محبت کا اظہار نہ کروں تو مجھے محمد ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو، یقیناً اللہ کے دشمن ان (کے مقام و مرتبے) سے بے خبر ہیں۔"

(۱۷)

حضرت جابر جعفی سے روایت ہے کہ مجھ سے امام باقر ابو جعفر محمد بن علی رضِی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب میں نے رخصت کیا تو مجھ سے فرمایا:

أَبْلِغْ أَهْلَ الْكُوفَةِ أَنِّي بَرِيءٌ مِمَّنْ تَبَرَّأَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

اہل کوفہ کو بتادینا کہ میں اس شخص سے بے زار ہوں جو حضرت ابوبکر و عمر رضِی اللہ تعالیٰ عنہما پر تبرّا کرتا ہے۔

(۱۸)

حضرت محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت امام باقر ابو جعفر محمد بن علی رضِی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يَعْرِفْ فَضْلَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَدْ جَهِلَ السُّنَّةَ.

"جو حضرت ابوبکر و عمر کی فضیلت کا اعتراف نہ کرے وہ دین و سنت سے بے خبر ہے۔"

(۱۹)

امام محمد جعفر صادق اپنے والد حضرت امام محمد باقر رضِی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کرتے ہیں کہ میرے والد کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ مجھے ابو بکر کے بارے میں بتائیے، انھوں نے کہا: صدیق کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟ اس نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، آپ انھیں ”صدیق“ کہہ رہے ہیں، انھوں نے فرمایا:

ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ قَدْ سَمَّاهُ صِدِّيقًا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مني ومنك رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ فَمَنْ لَمْ يُسَمِّهِ صِدِّيقًا لَا صَدَّقَ اللهُ قَوْلَهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اذْهَبْ فَأَحِبَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَتَوَلَّهُمَا فَمَا كَانَ مِنْ إِثْمٍ فَفِي عُنُقِي.

تیری ماں مرجائے، انھیں رسول اللہ ﷺ اور مہاجرین وانصار نے ”صدیق“ کہا جو مجھ سے اور تجھ سے بہتر ہیں۔ جو انھیں صدیق نہ کہے اللہ تعالی دنیا اور آخرت میں اس کی بات سچی نہ کرے، جا اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے محبت کر اور انھیں دوست رکھ پھر جو گناہ ہو گا وہ میری گردن پر۔“

(۲۰)

شیخین پر الزام اور امام باقر رضی اللہ تعالی عنہ کا جواب:

کثیر نواء سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام باقر ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب سے کہا: اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر و عمر نے آپ لوگوں پر ظلم کیا ہے اور آپ کا حق مارا ہے، انھوں نے فرمایا:

لَا وَالَّذِي أَنْزَلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا مَا ظَلَمَانَا وَلَا ذَهَبَا مِنْ حَقِّنَا مَا يَزِنُ حَبَّةَ خَرْدَلٍ، قُلْتُ إِي جَعَلَنِي اللهُ فِدَاكَ أَفَأَتَوَلَّاهُمَا؟ فَضَرَبَ يَدَهُ عَلَى عَاتِقِي وَقَالَ لِي وَيْحَكَ يَا كَثِيرُ، تَوَلَّهُمَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَمَا أَصَابَكَ فَفِي عُنُقِي، بَرِئَ اللهُ وَرَسُولُهُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ يَعْنِي الْمُغِيرَةَ بْنَ فُلَانٍ السَّاحِرَ وَبَيَانَ الْمَدِينِيَّ إِنَّهُمَا كَذِبَا عَلَيْنَا.

نہیں، اس ذات کی قسم جس نے سارے جہاں کو ڈرانے کے لیے اپنے بندے پر

قرآن نازل فرمایا، نہ توانھوں نے ہم پر ظلم کیا اور نہ ہی رائی کے دانے برابر ہمارا حق مارا، میں نے کہا: اللہ آپ پر مجھے قربان کرے، تو کیا میں انھیں دوست رکھوں؟ امام باقر نے اپنا ہاتھ میرے شانوں پر مارتے ہوئے فرمایا: اے کثیر! تجھ پر افسوس! انھیں دنیا اور آخرت میں دوست رکھ پھر تجھے جو (گناہ) پہنچے میری گردن پر ہوگا۔ اللہ و رسول اس سے بے زار ہیں جو ہم اہل بیت پر تہمت لگائے، اس سے مراد مغیرہ بن فلان ساحر اور بیان مدنی ہیں کیوں کہ انھوں نے ہماری طرف جھوٹی بات منسوب کی۔

(۲۱)

امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت:

حضرت عروہ بن عبد اللہ جعفی سے روایت ہے کہ میں نے امام باقر ابو جعفر محمد بن علی سے تلواروں کی آرائش کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، حضرت ابو بکر صدیق نے اپنی تلوار کو آراستہ کیا تھا۔ میں نے کہا: آپ انھیں صدیق کہہ رہے ہیں؟ یہ سن کر وہ اچھل پڑے اور قبلہ رخ ہو گئے پھر فرمایا:

نَعَم، الصدیق –نَعَم، الصِّدِّيقُ- نَعَم، الصِّدِّيقُ - فَمَنْ لَمْ يَقُلْ لَهُ الصِّدِّيقُ فَلَا صَدَّقَ اللهُ لَهُ قَوْلًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

”ہاں صدیق، ہاں صدیق، ہاں صدیق“ اور جو انھیں صدیق نہ کہے اللہ دنیا اور وآخرت میں اس کا قول سچا نہ کرے۔

شیخین کے بارے میں حضرت حسن بن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نظریہ

(۲۲)

”من کنت مولاہ فعلي مولاہ“ کا مطلب فرزند اہل بیت کی زبانی:

حضرت فضیل بن مرزوق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت حسن مجتبیٰ کے صاحب

زادے اور عبد اللہ ابن حسن کے بھائی حضرت حسن کو اہل بیت کے بارے میں غلو کرنے والے لوگوں سے فرماتے ہوئے سنا:

”ویحکم أحِبّونا للہ عز وجل فإن أطعنا اللہَ فأحبّونا وإن عصینا اللہ فأبغضونا“.

یعنی تم پر افسوس! ہم سے اللہ کے لیے محبت کرو، اگر ہم اللہ کی اطاعت کریں تو ہم سے محبت کرو اور اگر اس کی نافرمانی کریں تو نفرت کرو۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے ان سے کہا: آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے قرابت دار اور اہل بیت ہیں، تو انھوں نے فرمایا:

وَيحكُمْ لَوْ كَانَ اللهُ نَافِعًا بِقَرَابَةٍ مِنْ رَسُولِهِ بِغَيْرِ عَمَلٍ بِطَاعَتِهِ لَنَفَعَ بِذَلِكَ مَنْ هُوَ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنَّا أَبَاهُ وَأُمَّهُ وَاللهِ إِنِّي لَأَخَافُ أَنْ يُضَاعِفَ لِلْعَاصِي مِنَّا الْعَذَابَ ضِعْفَيْنِ وَاللهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يُؤْتَى الْمُحْسِنُ مِنَّا أَجْرَهُ مَرَّتَيْنِ.

قَالَ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ أَسَاءَ بِنَا آبَاؤُنَا وَأُمَّهَاتُنَا إِنْ كَانَ مَا تَقُولُونَ فِي دِينِ اللهِ حَقًّا ثُمَّ لَمْ يُخْبِرُونَا بِهِ وَلَمْ يُطْلِعُونَا عَلَيْهِ وَلَمْ يُرَغِّبُونَا فِيهِ فَنَحْنُ وَاللهِ كُنَّا أَقْرَبَ مِنْهُمْ قَرَابَةً مِنْكُمْ وَأَوْجَبَ عَلَيْهِمْ حَقًّا وَأَحَقَّ بِأَنْ يُرَغِّبُونَا فِيهِ مِنْكُمْ وَلَوْ كَانَ الْأَمْرُ كَمَا تَزْعُمُونَ وَأَنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ اخْتَارَا عَلِيًّا لِهَذَا الْأَمْرِ وَلِلْقِيَامِ عَلَى النَّاسِ بَعْدَهُ إِنْ كَانَ أَعْظَمَ النَّاسِ فِي ذَلِكَ خَطِيئَةً وَجُرْمًا إذ تَرَكَ أَمْرَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُومَ فِيهِ كَمَا أَمَرَهُ أَوْ يَعْذُرَ فِيهِ إِلَى النَّاسِ.

اگر بغیر طاعت و فرماں برداری اور عمل کے رسول اللہ ﷺ کی قرابت نفع پہنچاتی تو اس کا نفع ان کے والدین کو ضرور ملتا جو ہم سے زیادہ حضور کے قریبی ہیں۔ خدا کی قسم! مجھے تو ڈر لگتا ہے کہ ہم میں سے گناہ کرنے والے کو ڈبل سزا ملے گی اور اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ ہم میں سے نیکی کرنے والے کو دو گنا ثواب ملے گا۔ پھر فرمایا کہ اگر اللہ کے دین کے بارے میں تمھاری بات سچی ہو تو ہمارے ماں باپ نے ہمارے ساتھ اچھا نہیں کیا کہ ہمیں اس کی خبر اور اطلاع نہیں دی اور ہمیں اس کی ترغیب نہیں دی، کیوں کہ اللہ کی قسم! ہم تم سے زیادہ ان کے قریبی ہیں اور ہم پر

تم سے زیادہ ان کا حق ہے اور ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ہمیں اس کی ترغیب دی جائے۔

اور اگر معاملہ ویسا ہی ہوتا جیسا تمھارا خیال ہے کہ اللہ و رسول نے امرِ خلافت کے لیے اور مسلمانوں کے معاملات کی انجام دہی کے لیے حضرت علی کو منتخب فرمایا تو اس سلسلے میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سب سے بڑے خطا کار اور مجرم ہوں گے کیوں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی منشا کے مطابق ان کے حکم کی بجاآوری نہ کرنے کی لوگوں سے معذرت نہیں کی۔ پھر ایک رافضی نے ان سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے نہیں فرمایا تھا ”میں جس کا مولی علی اس کے مولی“ ۔آپ نے فرمایا:

أَمَا وَاللهِ أَنْ لَوْ عَنَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ الْإِمَارَةَ وَالسُّلْطَانَ وَالْقِيَامَ عَلَى النَّاسِ لَأَفْصَحَ لَهُمْ بِذَلِكَ كَمَا أَفْصَحَ لَهُمْ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَلَقَالَ لَهُمْ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هَذَا وَلِيُّ أَمْرِكُمْ مِنْ بَعْدِي فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا فَإِنَّ أَنْصَحَ النَّاسِ كَانَ لِلْمُسْلِمِينَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سنو! اللہ کی قسم! اگر اس سے حضور کی مراد خلافت و امارت اور لوگوں کے معاملات کی انجام دہی ہوتی تو وہ یہ بات صاف صاف بتا دیتے جس طرح نماز، روزہ، زکات، حج کے بارے میں صاف صاف بتادیا۔ اور یوں فرماتے: اے لوگو! یہ (علی رضی اللہ تعالی عنہ) میرے بعد تمھارے معاملات کے والی ہیں تو ان کی بات سننا اور ان کا حکم ماننا، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے سب سے بڑے خیر خواہ تھے۔“

شیخین سے متعلق حضرت عبد اللہ بن حسن رضی اللہ تعالی عنہ کا عندیہ

(۲۳)

شاتمان شیخین کو توبہ نصیب نہیں ہوتی:

حضرت عبد اللہ بن حسن بن حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، فرمایا:

مَا أَرَى رَجُلًا يَسُبُّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ تُيَسَّرُ لَهُ تَوْبَةٌ أَبَدًا.
”میں نے جسے بھی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالی دیتے ہوئے سنا اسے توبہ میسر نہ ہوئی۔“

(۲۴)

حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت:

حضرت حفص بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسح علی الخفین کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا:

امسح، فقد مسح عمر بن الخطاب.
مسح کرو کیوں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موزوں پر مسح فرمایا ہے۔
میں نے کہا کہ میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا آپ مسح فرماتے ہیں؟ فرمایا:

ذلك أعجز لك، أخبرك عن عمر ونسئلني عن رائي فعمر كان خيراً مني ومن ملْءِ الأرضِ.
یہ تمھارے لیے کافی ہے، میں تمھیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بتا رہا ہوں اور تم میری رائے پوچھ رہے ہو، حضرت عمر (امت محمدیہ میں حضرت ابوبکر کے بعد) مجھ سے اور پوری روے زمین کے لوگوں سے بہتر ہیں۔

میں نے کہا: اے ابومحمد! لوگوں کا خیال ہے کہ یہ آپ حضرات کی طرف سے تقیہ ہے، یہ سن کر انھوں فرمایا جب کہ ہم روضہ اقدس اور منبر کے درمیان تھے: إنّ هذا قولي في السِرّ والعلانية فلا تسمعنَّ قول أحدٍ بعدي. جلوت و خلوت میں میرا یہی قول ہے۔ اس کے بعد میرے تعلق سے کسی کی ایسی باتیں نے سننا۔

پھر ارشاد فرمایا:

مَنْ هَذَا الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ مَقْهُورًا وَأَنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ بِأَمْرٍ وَلَمْ يُنَفِّذْهُ وَكَفَى بِإِزْرَاءٍ عَلَى عَلِيٍّ وَمَنْقَصَةٍ أَنْ

تَزْعُمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ بِأَمْرٍ وَلَمْ يُنَفِّذْهُ.
کس کا خیال ہے کہ حضرت علی مظلوم تھے اور رسول خدا ﷺ نے انھیں امرِ خلافت کا حکم دیا لیکن وہ اسے نافذ نہ کرسکے، حضرت علی پر عیب لگانے کے لیے یہی کافی ہے کہ تم یہ دعویٰ کرو کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں امر خلافت کا حکم دیا لیکن وہ نافذ نہ کرسکے"۔

(۲۵)

حضرت ابو خالد احمر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمَا وَلَا صَلَّى عَلَى مَنْ لَا يُصَلِّي عَلَيْهِمَا.

"ان پر اللہ کی رحمت ہو اور جو ان کے لیے دعاے رحمت نہ کرے اس پر رحمتِ خداوندی نہ ہو۔"

ایک راہب کے ایمان لانے کا حیرت انگیز واقعہ

(۲۶)

حضرت وہب بن منبّہ یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے قیساریہ کے راہب کو دیکھا جو مسلمان ہو گیا تھا جب کہ پہلے عیسائی تھا، عیسائیوں میں اس کی بڑی عزت و شہرت تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اس سربراہی کے ہوتے ہوئے کون سی چیز آپ کے اسلام لانے اور اسلام کی طرف مائل ہونے کا باعث بنی؟ بتایا کہ ایک مرتبہ میں سمندر میں سفر کر رہا تھا، ہماری کشتی ٹوٹ گئی اور میں تن تنہا ایک تختے پر رہ گیا، جو مجھے لے کر چلتا رہا اور ایک مہینے تک موجیں مجھ سے کھیلتی رہیں، نامعلوم میں کس ملک کی طرف جا رہا تھا، پھر سمندر نے مجھے ایک بڑے جزیرے میں لاکر ڈال دیا جس میں ایک بہت بڑا درخت تھا، میں نے پہلے کبھی اس سے بڑا درخت نہیں دیکھا تھا، اس کے پتے ایسے تھے کہ ایک پتا لوگوں کے ایک گروہ کو ڈھانپ لے، اس میں بیر کی طرح کوئی پھل لٹک رہا تھا جو حقیقت میں بیر نہیں تھی، اس کا پھل کھجور سے زیادہ میٹھا تھا، اس جزیرے میں

ایک تیز بہنے والی شیریں ندی بھی تھی، میں نے پھل کھا کر اس ندی کا پانی پیا اور دل ہی دل میں کہا کہ میں اسی جگہ رہوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالی آسانی پیدا فرمادے یا موت دے دے۔

پھر جب شام ہوئی، سورج غروب ہوا، رات تاریک ہوگئی تو میں نے سنا کہ کوئی کہنے والا بجلی کی طرح گرج دار آواز میں کہہ رہا ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی بادشاہ، قوت و غلبے اور بخشش والا ہے محمد ﷺ اس کے پیارے، برگزیدہ اور منتخب رسول ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ یار غار ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ فاتحِ امصار ہیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ بہترین ہم سایہ ہیں، حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کافروں کے دانت کھٹے کرنے والے ہیں۔ اصحاب رسول برگزیدہ اور نیک ہیں۔ اللہ انھیں عذاب دوزخ سے بچائے، ان کی شان میں گستاخی کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔

اسے سن کر میرا دل اچاٹ ہوگیا اور میری نیند اڑ گئی۔ پھر وہ آواز بند ہوگئی، آدھی رات میں پھر وہی آواز آئی، پھر جب صبح ہوئی تیسری مرتبہ وہی آواز سنائی دی، پھر جب صبح ہوگئی اور سورج طلوع ہوا تو میں نے سمندر میں تیرتے ہوئے ایک دوشیزہ کے سر کی صورت دیکھی اس سے پہلے اتنی حسین صورت نہیں دیکھی تھی، بالوں نے اسے ڈھانپ رکھا تھا، اب میں اس صورت کے سامنے تھا وہ کہہ رہی تھی:

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بندوں سے قریب اور ان کی دعائیں قبول کرنے والا ہے، محمد ﷺ اللہ کے پیارے اور برگزیدہ رسول ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ آپ کے سچے رفیق ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی شجاعت و بہادری میں مثل آہن ہیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ ظلماً شہید ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ پیکر صبر و رضا ہیں۔

پھر وہ صورت میرے قریب ہونے لگی یہاں تک کہ پانی سے نکل کر بالکل قریب آگئی۔ میں نے دیکھا کہ اس کا سر دوشیزہ کے سر کی طرح، اس کی گردن شتر مرغ کی گردن کی طرح، اس کا جسم مچھلی کی طرح اور اس کی پنڈلیاں بیل کی پنڈلیوں جیسی تھیں۔ اس نے مجھ سے پوچھا تیرا دین

کیا ہے؟ میں نے کہا: نصرانیت، اس نے کہا: تجھ پر افسوس! یقیناً اللہ کے نزدیک حقانیت اور رواداری والا دین تو اسلام ہی ہے، اسلام قبول کر لے ورنہ ہلاک ہو جائے گا، تو نیک مسلمانوں کے جزیرے میں ٹھہرا ہے، ان سے وہی بچتا ہے جو محمد ﷺ کے دین مذہب، روش اور طریقے پر ہو۔ میں نے کہا: "أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله" پھر اس نے کہا کہ اپنے اسلام کی تکمیل کرو، میں نے پوچھا: وہ کیسے؟ اس نے کہا حضرت ابو بکر و عمر، عثمان و علی اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے لیے دعاے رحمت کر کے، اگر ایسا نہیں کرو گے تو تمھارا اسلام لانا صحیح نہیں ہوگا۔ چناں چہ میں نے اس کے کہنے کے مطابق عمل کیا۔

میں نے پوچھا کہ وہ آواز جو رات میں تین مرتبہ سننے میں آئی تھی کس کی تھی؟ اس نے بتایا کہ وہ سمندر کے بادشاہ (تیّار) کی تھی، خلق خدا میں ہماری تعداد بہت زیادہ ہے، تو نے ہم سے جو کچھ سنا ہم اسی پر مامور ہیں، میں نے کہا کہ میں اس جگہ پر دیسی ہوں اور میرا حق واجب ہے۔ اس نے کہا: کیا اپنے ملک جانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا کہ ابھی یہاں سے ایک کشتی گزرے گی، ہم اسے روک لیں گے، جبھی سمندر میں چلتی ہوئی ایک بادبانی کشتی نظر آئی، اچانک کشتی رک گئی اور انھوں نے بادبان گرا دیے، کشتی سوار حیرت میں پڑ گئے، انھیں سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر معاملہ کیا ہے؟ جبھی میں نے ان کی طرف اشارہ کیا، مجھے دیکھ کر انھوں نے ایک چھوٹی کشتی سمندر میں ڈال دی اور اس پر بٹھا کر مجھے لے گئے، میں نے انھیں اپنے واقعے سے آگاہ کیا، کشتی میں بارہ سے زائد عیسائی سوار تھے، وہ سب میرے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔ یہی واقعہ میرے اسلام لانے کا سبب ہوا۔

(۲۷)

حضرت علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخی کرنے والے کے خلاف حضرت سعد بن ابی وقاص کی دعا:

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد

بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ کہیں جارہے تھے جبھی آپ کا گزر ایک شخص کے پاس سے ہوا جو حضرت علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالیاں دے رہا تھا، آپ نے اس سے فرمایا:

إِنَّكَ لَتَشْتُمُ قَوْمًا قَدْ سَبَقَ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا سَبَقَ وَاللّٰهِ لَتَكُفَّنَّ عَنْ شَتْمِهِمْ أَوْ لَأَدْعُوَنَّ اللّٰهَ عَلَيْكَ . تو ایسے لوگوں کو گالیاں دے رہا ہے جن کے بارے میں اللہ کی طرف سے جو (انعام واکرام) ہونا تھا ہو چکا۔ خدا کی قسم! انھیں گالیاں دینے سے باز آجا ورنہ میں تیرے بارے میں بددعا کروں گا۔

اس شخص نے کہا کہ آپ تو اس طرح ڈرارہے ہیں جیسے نبی ہیں۔

آپ نے کہا: اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا يَسُبُّ أَقْوَامًا قَدْ سَبَقَ لَهُمْ مِنْكَ مَا سَبَقَ فَاجْعَلْهُ الْيَوْمَ نَكَالًا.

اے اللہ! یقینا یہ ان لوگوں کو گالیاں دے رہا ہے جن کے تعلق سے تیری رحمت وغفران کی بشارت گزر چکی، تو آج اسے عبرت ناک سزا دے۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ کہنا تھا کہ ایک بختی اونٹنی آئی، لوگ ہٹ گئے، اس نے اس شخص کو روند ڈالا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے لوگوں کو حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ کے پیچھے چلتے ہوئے دیکھا وہ کہہ رہے تھے کہ اے ابو اسحاق (سعد)! اللہ نے آپ کی دعا قبول کرلی۔

(۲۸)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے والے شخص سے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ناراضگی:

حضرت غریب بن حُمید رضی اللہ تعالی عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا پر تہمت لگائی تو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے چلے اور فرمایا:

اجْلِسْ مَقْبُوحًا مَنْبُوحًا أَنْتَ الَّذِي تَقَعُ فِي حَبِيبَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ إِنَّهَا لَزَوْجُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

تو بیٹھا رہ، تجھ پر لعنت ہو، تجھے برا بھلا کہا جائے، تو رسول خدا کی پیاری زوجہ پر تہمت لگاتا ہے۔ اللہ کی قسم! وہ دنیا اور آخرت دونوں میں ان کی زوجہ ہیں۔

گستاخان صحابہ سے متعلق ائمہ کرام کے ارشادات

(۲۹)

صحابۂ کرام کی عداوت اعمالِ حسنہ کو اکارت کر دیتی ہے:

حضرت حسن بن ربیع رضِی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالاحوص رضِی اللہ تعالی عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

لَوْ أَنَّ الرُّومَ أَقْبَلَتْ مِنْ مَوْضِعِهَا يَعْنِي تَقْتُلُ مَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَتُقْبِلُ حَتَّى تَبْلُغَ النُّخَيْلَةَ ثُمَّ خَرَجَ رَجُلٌ بِسَيْفِهِ فَاسْتَنْقَذَ مَا فِي أَيْدِيهَا وَرَدَّهَا إِلَى مَوْضِعَهَا وَلَقِيَ اللّٰهَ وَفِي قَلْبِهِ شَيْءٌ عَلَى بَعْضِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْنَا أَنَّ ذٰلِكَ يَنْفَعُهُ.

اگر رومی اپنی جگہ سے قتل وقتال کرتے ہوئے آگے بڑھیں اور آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ وہ مقام نُخَیلہ تک پہنچ جائیں، پھر ایک شخص تلوار لے کر نکلے اور ان کے قبضے میں جو کچھ ہے چھڑا لے اور انھیں ان کی جگہ واپس کر دے لیکن وہ اس حالت میں اللہ تعالی سے ملاقات کرے کہ اس کے دل میں صحابۂ کرام کے متعلق تھوڑا بھی بغض وکینہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جہاد وغیرہ عمل اسے نفع نہ پہنچائے گا۔

(۳۰)

صحابۂ کرام کی گستاخی در حقیقت رسول اللہ ﷺ کی گستاخی ہے:

حضرت ابوعبداللہ مصعب رضِی اللہ تعالی عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے امیرالمومنین (ابو

عبد اللہ محمد بن منصور عباسی) نے کہا: کہ آپ صحابۂ کرام کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا: امیر المومنین! ایسے لوگ بد دین ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میرے علم میں آپ کے سوا کسی نے یہ بات نہیں کہی، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا:

إِنَّمَا هُمْ قَوْمٌ أَرَادُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجِدُوا أَحَدًا مِنَ الْأُمَّةِ يُتَابِعُهُمْ عَلَى ذَلِكَ فِيهِ فَشَتَمُوا أَصْحَابَهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا أَقْبَحَ بِالرَّجُلِ أَنْ يَصْحَبَ صَحَابَةَ السُّوءِ فَكَأَنَّهُمْ قَالُوا رَسُولُ اللهِ صَحِبَ صَحَابَةَ السُّوءِ، فَقَالَ لِي مَا أَرَى الْأَمْرَ إِلَّا كَمَا قُلْتَ.

یہ ایسے لوگ ہیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا چاہی لیکن انھیں امت میں کوئی ایسا شخص نہ ملا جو اس سلسلے میں ان کی موافقت کرتا، تو یہ صحابۂ کرام ہی کو برا بھلا کہنے لگے۔

اے امیر المومنین! وہ آدمی کتنا برا ہے جو بروں کی صحبت میں رہے تو گویا ان لوگوں نے (صحابہ کو برا بھلا کہہ کر یہ) کہا کہ رسول اللہ ﷺ بری صحبت میں رہے (لہذا وہ بھی برے ہیں)، یہ سن کر امیر المومنین نے مجھ سے کہا کہ میری بھی وہی رائے ہے جو آپ کی ہے۔

(۳۱)

شیخین کے گستاخ کو سخت سزا دی جائے:

حضرت سعید بن عبد الرحمن بن ابزیٰ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے گستاخ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

انھوں نے فرمایا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ میں نے پوچھا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے گستاخ کے بارے میں؟ فرمایا اسے بھی قتل کر دیا جائے۔

(۳۲)

صحابی سے کینہ و حسد رکھنے والے کا مالِ فے میں کوئی حصہ نہیں:

حضرت سوار بن عبد اللہ عنبری رضی اللہ تعالی عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے میرے والد

نے بتایا کہ حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ جو کسی صحابی کی تنقیص کرے یا اس کے دل میں صحابی کے تعلق سے کچھ بھی بغض وکینہ ہو اس کا مسلمانوں کے مالِ فے میں حق نہیں پھر ان آیات کریمہ کی تلاوت کی:

”مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِۙ كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْؕ وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْاۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِۘ۝۷ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَۚ۝۸ وَ الَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَ لَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﱠ وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَۚ۝۹ وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۠۝۱۰“ [الحشر:۷-۱۰]

اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے جو غنیمت دلائی وہ اللہ کی اس کے رسول کی، (رسول کے) قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کی ہے تاکہ وہ تم میں سے (صرف) مال داروں کے درمیان گردش نہ کرتی رہے، اور رسول جو تم کو دیں لے لو اور جس سے تم کو روکیں، رک جاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (یہ اموال) ان فقرا مہاجرین کے لیے ہیں جنھیں بے گھر کر دیا گیا اور ان کے اموال سے بے دخل کر دیا گیا، وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلب گار ہیں اور اللہ (کے دین) اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، وہی لوگ سچے ہیں، اور (یہ اموال) ان لوگوں کے لیے ہیں جو دار ہجرت اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنا چکے ہیں اور وہ ان سے محبت کرتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے آئے اور وہ اپنے دلوں میں اس چیز کی کوئی طلب نہیں پاتے جو ان مہاجرین کو دی گئی ہے اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انھیں سخت ضرورت

ہو، اور جن کو ان کے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی لوگ کامیاب و کامران ہیں۔ اور (یہ اموال) ان کے لیے ہیں جو ان کے بعد آئے اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں معاف فرما اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کینہ نہ رکھ، اے ہمارے رب یقینا تو بڑا مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔

لہذا جو صحابۂ کرام کی تنقیص کرے یا اس کے دل میں ان کے تعلق سے بغض و کینہ ہو اس کا مالِ فے میں کوئی حق نہیں۔

(۳۴)

حضرت ابو عروہ کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں حاضر تھے، صحابۂ کرام کی تنقیص کرنے والے شخص کی بات چلی تو امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۖۚ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــٴَـهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ" [الفتح:۲۹]

یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے اصحاب کفار پر بہت سخت اور آپس میں نرم دل ہیں، (اے مخاطب!) تو ان کو رکوع اور سجود کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا طلب کرتے ہیں، سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر نشانی ہے، ان کی یہ صفات تورات میں ہے اور انجیل میں ان کی صفت یہ ہے کہ جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی کونپل نکالی پھر اس نے طاقت پکڑی پھر وہ موٹی ہو گئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی، کاشت کاروں کو بھلی لگی تا کہ (ان کی یہ صفت) کافروں کے دل جلائے۔

پھر حضرت امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں کسی بھی صحابیِ رسول کے تعلق سے بغض و عداوت ہو یہ آیت کریمہ اس پر منطبق ہوتی ہے۔

حدیث پاک میں رافضیوں کا ذکر اور ان کا حکم:

(۳۴)

حضرت یعقوب بن حُمید رضی اللہ تعالی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سفیان بن عُیَیْنَہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ امیر المومنین ہارون رشید حج کے لیے نکلے تو مجھے طلب کیا اور کہا کہ اے سفیان! ابو معاویہ ضریر نے "عن ابی جناب الکلبي عن ابی سلیمان الھمدانی عن علي بن ابی طالب عن النبی ﷺ" کی سند سے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَيَكُونُ بَعْدِي قَوْمٌ لَهُمْ نَبَزٌ يُسَمَّوْنَ الرَّافِضَةَ وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّهُمْ يَسُبُّونَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَإِذَا وَجَدْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّهُمْ مُشْرِكُونَ.

"میرے بعد کچھ ایسے لوگ آئیں گے جن کا لقب رافضی ہوگا، اور ان کی پہچان یہ ہوگی کہ وہ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی شان میں گستاخی کریں گے، لہذا جب تم انھیں پاؤ تو ان کی گردنیں ماردو کیوں کہ وہ مشرک ہیں۔"

میں نے کہا: اے امیر المومنین! انھیں قرآن کے حکم سے قتل کیجیے، انھوں نے کہا اے ابوسفیان! قرآن میں رافضیوں کا ذکر کہاں ہے؟

میں نے کہا: اعوذ باللسمیع العلیم من الشیطان الرجیم:

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۖۚ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۛ۫ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ" [الفتح:۲۹]

یعنی محمّد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے اصحاب کفار پر بہت سخت اور آپس میں نرم دل ہیں، (اے مخاطب!) تو ان کو رکوع اور سجود کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ وہ اللہ کا فضل اور اس

کی رضا طلب کرتے ہیں، سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر نشانی ہے، ان کی یہ صفات تو رات میں ہے اور انجیل میں ان کی صفت یہ ہے کہ جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اس نے طاقت پکڑی، پھر وہ موٹی ہو گئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی، کاشت کاروں کو بھلی لگی تاکہ (ان کی یہ صفت) کافروں کے دل جلائے۔

میں نے کہا: اے امیر المومنین! جس سے بھی صحابۂ کرام ناراض ہوں وہ کافر ہے۔

(۳۵)

شیخین کی شان میں گستاخی کرنے والا سب سے بڑا فسادی:

حضرت ابو القاسم عبد اللہ بن احمد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت اسماعیل بن قاسم کی زبانی سنی کہ مجھ سے عبد اللہ بن سلیمان نے پوچھا اے اسماعیل! آپ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں گستاخی کرنے والے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ میں نے کہا کہ اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا، اگر توبہ کر لے تو بہتر ہے ورنہ اس کی گردن ماردی جائے گی۔

انھوں نے کہا کہ آپ یہ بات کہاں سے کہہ رہے ہیں؟ میں نے کہا: کتاب اللہ کی آیت سے۔

انھوں نے کہا: کتاب اللہ کی آیت سے! میں نے کہا: ہاں۔

انھوں نے کہا کتاب اللہ میں کہاں ہے؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا“ [المائدہ:۳۳]

یعنی اللہ و رسول سے جنگ کرنے والوں اور روے زمین میں فساد کی کوشش کرنے والوں کا بدلہ یہی ہے کہ انھیں قتل کر دیا جائے۔

اور زمین میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں گستاخی سے بڑھ کر کوئی فساد نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر انھوں نے مجھ سے کہا: اے اسماعیل! آپ کی بات صحیح ہے۔

(۳۶)

شیخین کے گستاخ کو کلمہ نصیب نہیں ہوتا:

حضرت عبدالملک بن عمیر رضِی اللہ تعالی عنہ کا بیان ہے کہ کوفہ میں ایک شخص تھا جو مردے کو کفن دیتا تھا، ایک شخص کی موت ہوگئی، اسے بتایا گیا، تو وہ کفن لے کر چل پڑا یہاں تک کہ میت کے پاس پہنچا جو ڈھکی ہوئی تھی، مردے نے سانس لی اور اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا کر کہنے لگا: ''غَرُّوِنِي أَهْلَكُونِي، النَّارَ، النَّارَ'' لوگوں نے مجھے دھوکہ دیا، مجھے تباہ کر دیا، مجھے آگ سے بچاؤ، مجھے آگ سے بچاؤ۔

میں نے اس سے کہا کہ ''لا إله إلا الله '' کہو۔ اس نے کہا میں نہیں کہہ سکتا، پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا کیوں کہ میں حضرت ابوبکر و عمر رضِی اللہ تعالی عنہما کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا۔

(۳۷)

شیخین پر تبرا کرنے والے کا انجام:

حضرت خلف بن تمیم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو الحضیب بشیر کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک دولت مند تاجر تھا اور کسری کے شہر ''مدائن'' میں رہتا تھا، یہ ابن ہبیرہ کے زمانے کی بات ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مزدور نے آکر مجھے بتایا کہ مدائن کے ایک مسافر خانے میں ایک شخص کی موت ہوگئی ہے، اس کے پاس کفن نہیں ہے، یہ سن کر میں چل پڑا یہاں تک کہ مسافر خانے میں پہنچ گیا، تو مجھے ایک میت کے پاس لے جایا گیا جو کپڑے سے ڈھکی ہوئی تھی، اس کے پیٹ پر ایک اینٹ تھی، اس کے پاس اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت تھی، انھوں نے مجھے اس کی عبادت اور بزرگی کے بارے میں بتایا، تو میں نے کفن وغیرہ خریدنے کے لیے ایک شخص کو بھیجا، اور گورکن کو قبر کھودنے کے لیے بھیجا، ہم نے اس کے لیے اینٹوں کا انتظام کیا اور غسل دینے کے لیے پانی گرم کرنے

لگے، اسی درمیان وہ اٹھ بیٹھا اور اس کے پیٹ سے اینٹ گر گئی اور وہ چلانے لگا: ہائے تباہی! ہائے بربادی! ہائے آتش جہنم! یہ دیکھ کر اس کے ساتھی اس سے دور ہو گئے، میں نے اس کے قریب جاکر اس کا بازو پکڑ کر ہلایا اور پوچھا: تم نے کیا دیکھا؟ کیا بات ہے؟ اس نے بتایا کہ میں کوفہ کے مشایخ کی صحبت میں رہا کرتا تھا، انھوں نے مجھے اپنے دین میں داخل کر لیا جس میں حضرت ابو بکر و عمر کی شان میں گستاخی اور تبرا کیا جاتا تھا، میں نے کہا: استغفر اللہ، دوبارہ ایسا مت کرنا۔ اس نے جواب دیا:

وَمَا يَنْفَعُنِي وَقَدِ انطلق بي إلى مدخلي النَّارِ وَرَأَيْتُهُ وَقِيلَ إِنَّكَ سَتَرْجِعُ إِلَى أَصْحَابِكَ فَتُحَدِّثُهُمْ بِمَا رَأَيْتَ ثُمَّ تَعُودُ إِلَى حَالِكَ.

مجھے فائدہ نہ ہوگا کیوں کہ مجھے جہنم میں میرے ٹھکانے تک لے جایا گیا میں نے اسے دیکھا اور مجھ سے کہا گیا کہ تم اپنے ساتھیوں کے پاس واپس جاؤ اور جو کچھ تم نے دیکھا ہے انھیں بتاؤ پھر اپنی حالت پر لوٹ آنا۔

جیسے ہی اس کی بات پوری ہوئی وہ مردہ ہو کر گر پڑا۔ پھر میں نے انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ کفن لایا گیا میں نے کفن لے لیا اور کھڑے ہو کر کہا کہ میں نہ تو اسے کفن دوں گا نہ غسل اور نہ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھوں گا، پھر واپس چلا آیا، بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ جو لوگ اس کے ساتھ تھے۔ اسی کے ہم خیال تھے اور اس کے غسل، دفن اور نماز جنازہ کے ذمہ دار تھے۔ حضرت خلف کا بیان ہے کہ میں نے کہا اے ابو الحظیب! یہ بات جو آپ نے بتائی اس وقت آپ حاضر تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ میری نگاہوں نے اسے دیکھا، میرے کانوں نے اسے سنا اور میں اسے لوگوں تک پہنچاؤں گا۔

(۳۸)

حضرت ولید بن شجاع بن ولید سکونی کا بیان ہے کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت خلف بن حوشب کو فرماتے ہوئے سنا کہ مدائن میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا تو جب اسے کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا تو کپڑے میں حرکت ہوئی، پھر اس نے ہاتھ سے اسے

ہٹایا اور کہنے لگا:

”قَوْمٌ مُخَضَبَّةٌ لِحَاهُمْ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ يَعْنِي مَسْجِدَ الْمَدَائِنِ يَلْعَنُونَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَيَتَبَرَّءُونَ مِنْهُمَا الَّذِينَ جَاءُونِي يَقْبِضُونَ رُوحِي يَلْعَنُونَهُمْ وَيَتَبَرَّءُونَ مِنْهُمْ.“

یعنی مدائن کی مسجد میں رنگین داڑھی والے کچھ لوگ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی شان میں گستاخی اور تبرا کرتے ہیں، جو فرشتے میری روح قبض کرنے آئے ہیں وہ ان پر لعنت کر رہے ہیں اور ان سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔

میں نے کہا: اے فلاں! لگتا ہے تو بھی اس میں کچھ مبتلا ہے؟ اس نے کہا: استغفر اللہ، استغفر اللہ، پھر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کنکریوں سے مار رہا ہو۔

(۳۹)

شیخین کا گستاخ خنزیر بن گیا:

محیاہ تیمی کہتے ہیں کہ قبیلۂ عک کے موذن نے مجھ سے بیان کیا کہ میں اپنے چچا کے ساتھ مکران گیا تھا، ہمارے ساتھ ایک شخص اور تھا جو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں گستاخی کرتا تھا، ہم نے اسے منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا، پھر ہم نے کہا کہ ہم سے الگ ہو جاؤ۔ چناں چہ وہ الگ ہو گیا۔ جب روانگی کا وقت قریب آیا تو ہمیں ندامت ہوئی، میں نے کہا کہ کاش وہ کوفہ واپس جانے تک ہمارے ساتھ رہتا، پھر اس کے ایک غلام کی ہم سے ملاقات ہوئی ہم نے اس سے کہا کہ اپنے آقا سے کہہ دینا کہ ہمارے پاس واپس آجائے۔ اس نے کہا کہ میرے آقا کے ساتھ ایک بہت بڑا حادثہ پیش آگیا ہے، اس کے دونوں ہاتھ خنزیر کے ہاتھوں کی طرح ہو گئے ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ ہم نے اس کے پاس جا کر کہا کہ ہماری طرف لوٹ آؤ، اس نے کہا کہ میرے ساتھ ایک بڑا حادثہ ہو گیا ہے، پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ نکالے، میں نے دیکھا کہ وہ خنزیر کے ہاتھوں کی طرح ہو گئے ہیں، پھر وہ ہمارے ساتھ ہو گیا یہاں تک کہ ہم شہر سے

متّصل ایک گاؤں پہنچے جہاں بہت سے خنزیر تھے، جب اس نے انھیں دیکھا تو ایک زور دار چیخ ماری اور اچھل پڑا، اس کی صورت خنزیر کی طرح ہو گئی پھر وہ ہم سے روپوش ہو گیا اور ہم اس کے غلام اور ساز و سامان کے ساتھ کوفہ چلے آئے۔

(۴۰)

شیخین کے گستاخ کو خواب میں ذبح کر دیا گیا:

حضرت ایوب بن حسن فقیہ فرماتے ہیں کہ مردک نے جو کہ ثقہ راوی ہیں مجھ سے بیان کیا کہ وہ سبز چادروں کے تاجر تھے، وہ فرماتے ہیں کہ مقام اہواز میں میں نے ایک صاحبِ اقتدار اور بارعب شخص سے چادریں بیچیں، پھر اس کے پاس روپیوں کا تقاضا کرنے کے لیے گیا، اس کے سامنے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر آیا تو اس نے انھیں برا بھلا کہا، اس کے رعب و دبدبے نے مجھے جواب دینے سے باز رکھا، میں نے رنج و غم میں رات گزار دی، اسے اللہ ہی خوب جانتا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالی دیتا ہے، آپ نے فرمایا: یہ؟ میں نے عرض کیا جی یہ، پھر آپ نے فرمایا: یہ؟ اٹھو اسے لٹا دو، میں نے اٹھ کر اسے لٹا دیا، پھر فرمایا: اسے ذبح کر دو، میری نگاہ میں اسے ذبح کرنا بھاری معلوم ہوا، آپ نے تین مرتبہ فرمایا: اٹھو، اسے ذبح کر دو۔ میں نے اٹھ کر اس کی گردن پر چھری چلا دی اور اسے ذبح کر دیا، جب صبح ہوئی تو میں نے کہا کہ خدا کی قسم! میں اس کے پاس جا کر یہ خواب بیان کروں گا۔ جب میں اس کے گھر کے دروازے کے قریب پہنچا، گھر کے اندر سے واویلا اور چیخ و پکار کی آواز سنی۔ میں نے کہا یہ چیخ و پکار کیسی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ فلاں شخص آدھی رات میں ذبح کر دیا گیا، میں نے کہا کہ اسے میں نے ہی رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ذبح کیا ہے، پھر اس کا لڑکا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ بات ہمارے درمیان پوشیدہ رکھیں۔

اور یہ مشہور واقعہ ہے عبد اللہ بن یزید انصاری نے اسے مردک سے روایت کیا ہے۔

(٤١)

ایک گستاخ رافضی کا انجام:

ابو محمد خراسانی کا بیان ہے کہ خراسان میں ایک بادشاہ تھا، اس کا ایک عبادت گزار خادم تھا، جب حج کی تیاری ہونے لگی تو اس نے اپنے آقا سے حج کی اجازت مانگی، لیکن اس نے اجازت نہ دی، خادم نے کہا کہ میں نے آپ سے اللہ ورسول کی اطاعت کی اجازت مانگی ہے، اس نے کہا: میں نہیں دیتا، میری ایک ضرورت کی ذمہ داری لے لو، اگر ایسا کروگے تو اجازت دوں گا۔ ورنہ اجازت نہیں دوں گا۔ خادم نے کہا بتائیے۔ اس نے کہا کہ میں تمھارے ہمراہ اونٹنی، باربردار اونٹ، خدّام اور کچھ لوگوں کو بھیجوں گا، جب تم روضہ رسول پہنچ جانا تو کہنا: یارسول اللہ! میرے آقا نے کہا ہے کہ میں آپ کے ساتھ آرام کرنے والے دونوں ساتھیوں سے بیزار ہوں، خادم کا بیان ہے کہ میں نے کہا کہ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ جب کہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ میرے دل میں کیا تھا۔ پھر میں مدینہ منورہ پہنچا، فوراً روضۂ رسول پر حاضری دی، نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بارگاہ میں سلام پیش کیا، مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں یہ برا پیغام پہنچانے میں شرم آرہی تھی، پھر میں روضہ رسول کے مقابل مسجد نبوی شریف میں سو گیا، میری آنکھ لگ گئی، میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا قبر انور کی دیوار کھل گئی اور رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، آپ سبز کپڑے زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ اور آپ کے سامنے مشک کی خوش بو پھوٹ رہی تھی، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے داہنی جانب تھے، ان کے جسم پر سبز لباس تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں جانب تھے وہ بھی سبز لباس زیب تن فرمائے ہوئے تھے، اور نبی کریم ﷺ مجھ سے فرما رہے تھے: اے ہوشیار شخص! کیا ہوا تو نے پیغام نہیں پہنچایا؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ کے دونوں ساتھیوں کے بارے میں اپنے آقا کی بات بتانے میں شرم آرہی تھی، پھر حضور نے مجھ سے فرمایا کہ یاد رکھو، تم حج کروگے اور ان شاء اللہ بخیر و عافیت خراسان پہنچو گے۔ جب خراسان پہنچنا تو اس سے کہہ دینا کہ نبی کریم ﷺ نے تیرے بارے

میں فرمایا ہے کہ اللہ ورسول اس شخص سے بے زار ہیں جو ان دونوں حضرات سے بے زار ہے۔ سمجھ گئے ؟ میں نے عرض کیا: ہاں، یارسول اللہ ! پھر فرمایا کہ یاد رکھنا وہ تمھارے پہنچنے کے چوتھے ہی دن مرجائے گا، سمجھے ؟ میں نے عرض کیا: ہاں، پھر فرمایا کہ یاد رکھو کہ اس کے چہرے پر مرنے سے پہلے ایک پھوڑا نکلے لگا، بات سمجھ میں آئی ؟ میں نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہ ! اس کے بعد میری نیند کھل گئی اور میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی زیارت نصیب ہوئی اور اللہ نے مجھے برا پیغام پہنچانے سے بچالیا، میں نے حج کیا اور بخیر وعافیت خراسان پہنچا اور اپنے آقا کے پاس بیش قیمت تحائف لے کر گیا، دو دنوں تک اس نے مجھ سے کوئی بات نہ کی، تیسرے دن پوچھا کہ تم نے میری ضرورت سے متعلق کچھ کیا؟ میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: پھر کیا ہوا؟ میں نے کہا: میرے آقا! آپ جواب نہیں سن سکتے، اس نے کہا: بیان تو کرو۔ میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا، اور جب اس بات پر پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس سے جاکر کہہ دینا کہ اللہ ورسول اس شخص سے بیزار ہیں جو ان دونوں حضرات سے بے زاری کا اظہار کرے، تو اس نے ہنس کر کہا کہ ہم ان سے بے زار اور وہ ہم سے بے زار، اب سکون ملا، میں نے اپنے دل میں کہا اے دشمن خدا! بہت جلد تجھے پتہ چل جائے گا، میرے پہنچنے کے چوتھے دن اس کے چہرے پر ایک تکلیف دہ پھوڑا نکلا، چناں چہ وہ ظہر کی نماز بھی نہیں پڑھ سکا کہ اس کی وفات ہوگئی اور ہم نے اسے دفن کر دیا۔

(٤٢)

حضرت عبد الوہاب بن علی نے ایک شخص کے بارے میں بیان کیا کہ جب میں حج کے ارادے سے نکلا تو اس نے مجھ سے کہا کہ بارگاہ رسالت میں میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ اگر آپ کے ساتھ سونے والے دونوں (حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نہ ہوتے تو میں آپ کی زیارت کے لیے آتا۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں مدینہ منورہ پہنچا اور روضہ رسول کی زیارت سے فارغ ہوا تو اس کی یہ بات بیان کر دی۔ پھر خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ نے مجھ سے فرمایا

کہ یہ اُسترا دیکھو، میں نے اسے دیکھا، حضور نے اس کا وزن کیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ اس کا وزن کتنا ہے۔ پھر اس شخص کے پاس تشریف لے گئے جس نے پیغام بھیجا تھا اور اسے ذبح کر دیا۔

جب میں اس بستی میں آیا جہاں وہ شخص رہتا تھا تو چیخ و پکار کی آواز سنی، بستی والوں کے پاس ہتھیار تھے، میں نے پوچھا: کیا معاملہ ہے؟ انھوں نے بتایا کہ اسی رات فلاں شخص کو ذبح کر دیا گیا ہے اور اسے بنی فلاں (قبیلے کا نام لے کر کہا) نے ہی قتل کیا ہے، میں نے کہا: مجھے دکھاؤ، پھر میں اس کے پاس گیا وہ ذبح کر دیا گیا تھا اور وہ اُسترا جو رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا اس کے قریب رکھا ہوا تھا، میں نے اسے لے کر وزن کیا تو اس کا وزن اتنا ہی تھا جتنا حضور کے وزن کردہ استرے کا تھا، میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اسے نبی کریم ﷺ نے ذبح کیا ہے اور ان سے سارا واقعہ بیان کر دیا، پھر میں نے ابو محمد سے پوچھا یہ واقعہ کہاں پیش آیا تھا؟ انھوں نے بتایا کہ عسقلان کے ساحل پر۔

(۴۳)

حیّان نحوی کا بیان ہے کہ میرا ایک ساتھی تھا جو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا بھلا کہتا تھا، میں اسے روکتا تو وہ بھڑک جاتا، پھر میں اس کے پاس سے اٹھ کر چلا آتا، ایک روز اس نے ان دونوں حضرات کو برا بھلا کہا، میں ناراض ہو کر چلا آیا، اور اس کی اس بات سے میں غم زدہ ہو گیا تھا؛ کیوں کہ میں اس کا مناسب جواب نہیں دے پایا تھا۔ پھر میں سو گیا، خواب میں آقائے کائنات ﷺ کی زیارت ہوئی، ایسا لگا کہ آپ تشریف لا رہے ہیں اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا ایک ساتھی ہے جو ان دونوں حضرات کے بارے میں مجھے تکلیف دیتا ہے، میں اسے روکتا ہوں تو وہ بھڑک جاتا ہے اور پہلے سے زیادہ اذیت دینے لگتا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ایک شخص کی طرف متوجہ ہوئے جو قریب ہی تھا اور فرمایا کہ اسے جا کر ذبح کر دو، وہ شخص چلا گیا۔

صبح ہوئی تو میں نے سوچا کہ یہ ایک خواب تھا اگر میں جا کر اس شخص کو اس کی خبر دوں گا تو شاید وہ باز آجائے۔ اس ارادے سے چل پڑا، جب اس کے دروازے کے قریب پہنچا تو چیخ و پکار سنی۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ رات میں فلاں شخص ذبح کر دیا گیا۔

(۴۴)

شہد کی مکھیوں نے نوچ ڈالا:

حضرت عمار بن سیف ضبی کے چچا ابو الحباب کا بیان ہے کہ ہم سمندری غزوے میں تھے، ہمارے سپہ سالار موسی بن کعب تھے، کشتی میں ہمارے ساتھ کوفہ کا ایک شخص تھا جس کی کنیت ابو الحجاج تھی وہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو گالیاں دینے لگا، ہم نے اسے روکا اور منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا، پھر ہم نے ایک سمندری جزیرے میں لنگر ڈال دیا اور نماز ظہر کی تیاری کرنے کے لیے ادھر ادھر منتشر ہو گئے، ہمارے ایک ساتھی نے آکر کہا کہ ابو الحجاج کی خبر لو، اسے شہد کی مکھیوں نے نوچ ڈالا ہے، پھر وہ ہمیں ابو الحجاج کے پاس لے گیا جو مر چکا تھا، اسے شہد کی مکھیوں نے نوچ ڈالا تھا، حضرت عبد اللہ بن مبارک نے اس واقعے میں یہ بھی اضافہ کیا کہ ابو الحباب کا بیان ہے کہ ہم نے اسے دفن کرنے کے لیے قبر کھودنی شروع کی تو زمین انتہائی سخت ہو گئی جس کی وجہ سے قبر نہ کھود سکے، پھر ہم اس پر درخت کے پتے اور پتھر ڈال کر چلے آئے۔

(۴۵)

ایک رافضی کی شرارت اور اس کا انجام:

قبیلہ خولان کے ایک یمنی شخص علی نے بیان کیا کہ یمنیوں کی ایک جماعت حج کے لیے آئی تو راستے میں مقام صعدہ پر ایک رافضی کے یہاں ٹھہری، جب وہاں سے کوچ کا ارادہ کیا تو اس نے کہا کہ آپ حضرات سے ایک کام ہے یہ پتھر لیتے جائیں اور اسے روضۂ رسول کے پاس ڈال دیں۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ پتھر ایک اوقیہ کا تھا، انھوں نے وہ پتھر لے کر آٹے کی تھیلی میں رکھ لیا جب وہاں سے نکل گئے تو بولے کہ ہم اس پتھر کا کیا کریں گے اور اسے راستے ہی میں پھینک دیا، اس کے بعد ہاتف غیبی سے آواز آئی: اے امانت والے! اپنی امانت پہنچا، پھر آٹے کی تھیلی کھول کر دیکھی تو وہ پتھر اسی آٹے میں پایا، جب روضۂ رسول پہنچے تو اسے اس کے قریب ڈال دیا۔

رات میں ان میں سے ایک شخص نے خواب دیکھا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آقائے کائنات سے کہہ رہے ہیں کہ اس ملعون کو دیکھیے اس نے کس طرح ہمیں پتھر سے مارا ہے ؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم بھی اس کمینے، لعین کو پتھر سے مار دو۔

راوی کا بیان ہے کہ لوگوں نے مہینے کی وہ رات نوٹ کرلی، واپسی کے وقت اس کے گھر کے پاس سے گزرے، اس کی بیوی نکل کر آئی اور کہا کہ تمھیں معلوم ہے تمھارے میزبان کا کیا ہوا؟ لوگوں نے پوچھا کیا ہوا؟ بولی، موت ہوگئی، پوچھا کیسے ؟ بولی پتھر سے مار کر، دریافت کیا یہ حادثہ کس رات ہوا؟ اس نے بتایا کہ فلاں مہینے کی فلاں رات کو۔ انھوں نے جو تاریخ نوٹ کی تھی دیکھا تو وہی رات تھی۔ پھر اس سے پوچھا کیا تمھارے پاس وہ پتھر ہے جس سے اسے مارا گیا؟ بولی ہاں، نکال کر دکھایا تو بعینہ وہی پتھر تھا۔

(۴۶)

شیخین کو برا بھلا کہنے والا کتّا بن گیا:

حضرت صفوان کا بیان ہے کہ میں نے سفر شام کے لیے ایک اونٹ کرائے پر لیا، اور ایک مسجد میں جاکر امام کے پیچھے نماز پڑھی، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی برائی کی۔ میں اس مسجد سے نکل گیا اور آئندہ سال واپسی کے وقت اسی مسجد میں داخل ہوا اور دوسرے امام کی اقتدا میں نماز پڑھی، جب امام نماز سے فارغ ہوا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ ! حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر رحمت نازل فرما۔ میں نے اپنے بغل میں بیٹھے ہوئے ایک شخص سے پوچھا کہ شیخین پر لعنت کرنے والا امام کہاں ہے ؟ اس نے کہا کہ اگر آپ کی خواہش ہو تو اسے دکھادوں ؟ میں نے کہا: ہاں ! پھر وہ شخص مجھے ایک گھر میں لے گیا اور ایک کتّا دکھایا جو ستون سے بندھا ہوا تھا۔ اس نے کتّے سے کہا کہ اس شخص نے گزشتہ سال تمھارے پیچھے نماز پڑھی تھی جب کہ تم حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا بھلا کہہ رہے تھے، تو

اس کتّے نے سر ہلا کر کہا: ہاں۔ پھر اس شخص نے بتایا کہ اللہ عزوجل نے اس کی صورت مسخ کر دی ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔

(۴۷)

شیخین کے گستاخ کو قبر میں عذاب:

خطیب یحیی بن عبد الرحمن کا بیان ہے کہ میرے والد نے بتایا کہ ہماری بستی میں (جو عراق میں ہے) مقام حلّہ کے دو شخص آئے، ایک کا نام مسعود اور دوسرے کا نام بلک تھا، وہ دونوں وہاں کے والی اور مذہباً رافضی تھے، پھر ایک عرصے تک ہم سے روپوش رہے اس کے بعد آئے تو انھوں نے اپنے گزشتہ عقیدے سے توبہ کر لی تھی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اس کا کیا سبب بنا؟ ان میں سے ایک نے بتایا کہ ہم حج کرنے گئے تھے، ہمارے ساتھ حلہ کا ایک نابینا شخص بھی تھا وہ روزانہ ایک ختم کرتا تھا، جب ہم حج کر چکے اور راستے میں تھے تو اس کا انتقال ہو گیا، ہم نے اسے دفن کر دیا، اس کے پاس لکڑی کا ایک عصا تھا، جب ہم نے اسے دفن کر دیا تو وہ عصا ہمیں نظر نہیں آیا، ہم نے سمجھا کہ شاید ہم نے اسے بھی میت کے ساتھ دفن کر دیا، تو ہم نے لحد تک اس کی قبر کھودی لیکن عصا نہیں ملا، ہم میں سے ایک نے لحد کھول دی۔ وہ چیخ مار کر کچھ دیر بے ہوش رہا، پھر ہوش میں آیا، میں نے پوچھا: تمھیں کیا ہو گیا تھا؟ یا تم نے کیا دیکھ لیا تھا؟ اس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ اس کے پیر اور گردن عصا کے دستے میں گھس گئے ہیں، مجھے اس پر حیرت ہوئی۔

جب ہم لوٹ کر اس کے گھر پہنچے تو پوچھا کہ وہ شخص کیا کرتا تھا؟ ہمیں بتایا گیا کہ وہ شخص بڑا عبادت گزار اور قرآن کی تلاوت کرنے والا تھا، لیکن حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں گستاخی بھی کیا کرتا تھا، انھوں نے بتایا کہ اسی وجہ سے ہم نے اپنے گزشتہ عقیدے سے رجوع کر لیا۔

(۴۸)

شیخ ابو بکر بن احمد طحان فرماتے ہیں کہ شیخ عبد اللہ بطائحی اس مسجد میں رہتے تھے جو

دشوار گزار پہاڑی راستے پر تھی۔ عام طور سے وہ تنہا ہی رہتے تھے، اور اسماعیل نام کا ایک شخص جو اپنی پیٹھ پر مٹی کے برتن ڈھوتا تھا اور اسی کی کمائی سے گزارہ کرتا تھا اسے شیخ سے لگاؤ تھا۔

ایک دن وہ شخص میری موجودگی میں ان کی خدمت میں حاضر تھا، شیخ عبد اللہ نے اس سے کہا: اسماعیل! تم نے جو سب سے حیرت انگیز چیز دیکھی ہو بیان کرو۔ اسماعیل نے بتایا: میں مٹی کے برتن خریدنے کے لیے کفر عامر میں آتا جاتا تھا۔ وہاں صرف ایک ہی سنی تھا، جب میں جاتا تو وہ میرے پاس آکر بیٹھتا، ایک شب ہم مسجد میں تھے کہ دروازہ کھلا اور ایک پراگندہ سر، بکھرے ہوئے بالوں والا شخص داخل ہوا، دو رکعت نماز پڑھی پھر نکلنے کا ارادہ کیا ہم اس سے چمٹ گئے اور گزارش کی کہ ہمارے لیے اللہ سے دعا کریں، اس نے کہا کہ اللہ سے سلامتی کی دعا کرو، ہم نے پوچھا آپ کا قصہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ میں قرافہ کا رہنے والا ہوں، وہاں ایک شیخ جو مختلف روایات سے قرآن پڑھتے تھے، میں نے انھیں سے قرآن پڑھا، جب مکمل ہو گیا تو لبنان چلا آیا اور ایک عرصے تک قیام پذیر رہا، پھر وہیں گیا، اور شیخ کی زیارت کے لیے ان کے پاس پہنچا تو ان کی اہلیہ نے بتایا کہ وہ بیمار ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرنا چاہتے ہیں۔ آپ جا کر انھیں کلمۂ شہادت کی تلقین کیجیے۔ میں گیا تو انھوں نے مجھے پہچان لیا، میں نے کہا: کلمۂ شہادت پڑھیے، انھوں نے کہا: بہت بھاری محسوس ہو رہا ہے، میں بار بار تلقین کرتا رہا اور وہ یہی بات کہتے رہے، پھر ہاتھ گردن پر رکھا اور مر گئے۔ مجھ سے ان کی اہلیہ نے کہا کہ ان کا آپ پر حق ہے، آپ ہی ان کی تجہیز وتکفین کیجیے، میں انھیں غسل دینے لگا اور پانی ڈالنے لگا، ایسا لگ رہا تھا کہ وہ پانی آگ ہے۔ پھر میں نے انھیں دفن کیا تو زمین نے باہر پھینک دیا۔ مجھے اس بات پر حیرانی ہوئی، وہاں ایک بزرگ تھے، میں نے ان کے پاس جا کر واقعہ بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ بیٹے! تم اللہ کے فیصلے کو بدلنا چاہتے ہو؟ جاؤ اور اسے یہودیوں کے قبرستان میں دفن کرو، میں نے یہودیوں کے قبرستان میں لے جا کر اسے دفن کر دیا، ایسا لگ رہا تھا کہ زمین اسے پی گئی۔ پھر میں اس کی اہلیہ کے پاس آیا اور اس کے بارے میں معلوم کیا تو انھوں نے بتایا کہ وہ صرف قرآن کی تلاوت کرتے تھے لیکن ان کے پاس دو مجسمے تھے جنھیں وہ رات میں مارتے تھے اور کہتے تھے کہ تم دونوں نے حضرت علی کی حق تلفی کی ہے۔ میں نے جا کر دیکھا تو وہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے مجسمے تھے۔

(۴۹)

قبر سے کتوں کی آواز:

شیخ محمد نوری کا بیان ہے کہ میں موصل میں رہتا تھا، حاکم موصل کی والدہ مجھے دل سے چاہتی تھی۔ اس کا بیٹا کبھی کبھی میرے پاس آتا تھا، ایک رات میں قبرستان میں گھومنے گیا تو ایک سفید مقبرہ دیکھا جس میں پتھر کا دروازہ لگا ہوا تھا، میں نے اس میں آواز سنی، جیسے کتے لڑ رہے ہوں، حالاں کہ وہاں کچھ بھی نہیں تھا، پھر میں اس کے دروازے پر آیا اور کھول کر دیکھا تو اندر دو یا تین قبریں تھیں، اس کے سوا کچھ بھی نظر نہ آیا، پھر وہاں سے نکلا تو دوبارہ وہی آواز سنائی دی، میں حیران رہ گیا، اتفاق سے حاکم موصل ہمارے پاس آکر بیٹھا اور بات چل پڑی، لوگوں نے روافض کا ذکر چھیڑ دیا اور کہنے لگے کہ ہمارے یہاں صرف ایک رافضی خادم تھا تو بتایا گیا کہ والی مازندان کا وزیر بھی تو (رافضی) تھا۔ وہ دونوں مر گئے اور یہاں اپنے مقبرے میں مدفون ہیں، میں نے پوچھا: کہاں؟ بتایا کہ اس سفید مقبرے میں، میں نے بتایا کہ یہاں میرے ساتھ ایسا ایسا معاملہ پیش آیا ہے اگر میرے اندر طاقت ہوتی تو میں ان کی قبریں کھود ڈالتا، حاکم موصل نے کہا کہ میں کھودوں گا۔ کھود کر دیکھا تو اس میں دو خنزیر تھے۔

(۵۰)

موت کے وقت رافضیوں کی صورت مسخ ہو جاتی ہے:

حضرت شیخ ابوبکر مسعود بن ممدود بن ابوبکر ہکاری کا بیان ہے کہ میں حلب میں میمون قصری کے ساتھ کام کرتا تھا، ایک دن روافض کا تذکرہ چھڑ گیا، تو بات آئی کہ جب کوئی رافضی مرتا ہے تو اس کی صورت خنزیر سے بدل جاتی ہے، میمون نہ مانا اور بولا کہ ہمارے یہاں بزدار نام کا ایک عمر دراز رافضی ہے، جب وہ مرے گا تو ہم دیکھیں گے۔

اتفاق سے وہ مر بھی گیا، میمون نے کہا کہ اسے الگ جگہ دفن کرو۔ پھر ہم اس کے ہمراہ قبر

کی طرف نکلے، اس نے وہیں رات گزاری اور قبر کھودنے کا حکم دیا، پتہ چلا کہ وہ خنزیر ہو گیا ہے۔ ہم نے اسے دیکھا، میمون نے لکڑی منگا کر اسے جلانے کا حکم دیا۔ چناں چہ اسے جلا دیا گیا۔

(۵۱)

رافضی کی صورت مسخ ہو گئی:

ابو الفتیان علی بن ھبۃ اللہ زیدانی سے میں نے پوچھا کہ تمھارے والد نے شیعیت سے کیسے توبہ کر لی جب کہ تمھارے رشتے دار اسی مذہب پر ہیں، اس نے بتایا کہ میرے والد کا ایک رافضی دوست تھا، اچانک وہ بیمار ہوا اور کچھ دنوں کے بعد مر گیا تو ایک شخص سے کہا کہ اسے غسل دے دو، جب غسل دینے والے نے اسے دیکھا تو اس کی صورت بہت بری ہو گئی تھی، میرے والد کو اس کی خبر دی گئی انھوں نے اسے دیکھ کر کہا کہ اسے غسل نہ دو اور اس کو دفن کرنے کا حکم دیا، پھر انھوں نے روافض کے مذہب سے توبہ کر لی۔

یہ ان کی حکایت کا مفہوم ہے، میں نے امام ابو محمد عبد الحمید بن عبد الہادی کو فرماتے ہوئے سنا (انھیں کے ذریعے ابو الفتیان سے میرا تعارف ہوا تھا) کہ میرے والد نے یہ حکایت ھبۃ اللہ زیدانی کے واسطے سے اسی طرح بیان کی۔

(۵۲)

خنزیر بن گیا:

ابو العباس احمد بن سلیمان بن عبد السید خلیلی کا بیان ہے کہ تقریباً ہم چار تنگ دست مدینۂ رسول ﷺ میں تھے، ہم نبی کریم ﷺ اور ان کے دونوں ساتھی (حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی بارگاہ میں سلام پیش کر رہے تھے، مدینہ کے ایک شخص نے سن لیا، اور ہمیں اپنے گھر آنے کی دعوت دی، ہم اس کے ساتھ گئے، ہم سمجھ رہے تھے کہ وہ ہمیں کچھ کھلائے گا۔ جب اس کے گھر میں داخل ہوئے اس نے دروازہ بند کر کے ہمیں بہت مارا یہاں تک کہ میری کہنی ٹوٹ گئی، ہم نکل کر نخل حمزہ کی طرف چلے اور وہاں جا کر بیٹھ گئے، تبھی ایک

نوجوان ہمارے پاس آیا، اور کہنے لگا: اے فقیرو! تم میں سے کوئی اچھی طرح میت کو غسل دے لیتا ہے، میں نے کہا: ہاں، تو اس نے کہا کہ آؤ۔ پھر ہمیں اسی شخص کے گھر لایا جس نے ہمیں مارا تھا، اس نے کہا کہ میرے والد جنھوں نے تمھیں مارا تھا انتقال کر گئے، تم لوگ انھیں غسل دو، اور میں تمھیں اس بات سے آگاہ کر رہا ہوں کہ میں نے ان کے مذہب سے توبہ کر لی ہے، اس کے بعد ہم نے اس کا چہرہ کھول کر دیکھا تو وہ خنزیر بن گیا تھا، میں نے اسے غسل اور کفن دیا۔

(۵۴)

خواب میں حضرت علی نے شیخین کے گستاخ کی آنکھ پھوڑ دی:

یحیی بن عطاف معدّل کا بیان ہے کہ ایک دمشقی شیخ نے جو کئی سال حجاز میں سکونت پذیر تھے مجھے بتایا کہ میں ایک سال قحط سالی کے زمانے میں مدینہ میں مقیم تھا تو میں اونٹ کے بچے کے بدلے آٹا خریدنے بازار گیا، آٹے والے نے اونٹ کا بچہ لے کر کہا کہ شیخین پر لعنت کرو تو میں آٹا دوں گا، میں نے انکار کیا، پھر بھی وہ ہنستے ہوئے مجھ سے بار بار یہی بات کہتا رہا، میں نے تنگ آکر کہا شیخین پر لعنت کرنے والے پر اللہ کی لعنت۔ یہ سن کر اس نے میری آنکھ پر طمانچہ مارا۔ میں واپس مسجد چلا آیا، میری آنکھ سے آنسو جاری تھے۔

میّافارقین کا میرا ایک ساتھی وہاں موجود تھا جو کئی سال سے مدینے میں مقیم تھا، اس نے میرا حال دریافت کیا، میں نے اس سے واقعہ بیان کیا تو وہ مجھے قبرِ انور کے پاس لے گیا اور کہا ''السلامُ علیک، یا رسول اللہ!'' ہم آپ کی بارگاہ میں مظلوم بن کر آئے ہیں۔ ہمارا بدلہ لیجیے۔ اور خوب گڑگڑایا پھر ہم واپس چلے آئے، اور جب رات ہوئی، میں سو گیا۔ پھر صبح کے وقت اچانک میں نے آنکھ پہلے سے بہتر پائی، ایسا لگ رہا تھا کہ اس میں کبھی چوٹ نہیں لگی۔

اس کے بعد تھوڑی ہی دیر میں ایک نقاب پوش شخص مسجد کے دروازے سے اندر آیا جو میرے بارے میں پوچھ رہا تھا، لوگوں نے میرا پتہ بتایا، اس نے آکر سلام کیا اور کہا کہ میں تمھیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے معاف کر دو، میں وہی شخص ہوں جس نے تمھیں طمانچہ مارا تھا، میں نے کہا: جب تک اپنا واقعہ نہیں بیان کرو گے میں معاف نہیں کروں گا۔ تو اس نے

بتایا کہ میں سویا تو خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو حضرت علی نے فرمایا کہ نہ تجھ پر اللہ کی سلامتی ہو نہ تجھ سے اللہ راضی ہو۔ میں نے تجھے شیخین پر لعنت کرنے کا حکم دیا تھا؟ پھر آپ نے اس طرح میری آنکھ میں انگلی ڈال کر اسے پھوڑ دیا۔ پھر میری نیند کھل گئی، میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرنے لگا اور اپنے جرم کی معافی مانگنے لگا، جب میں نے اس شخص کی بات سنی تو کہا جاؤ میں نے تمھیں دل سے معاف کر دیا۔

ابو نصر کا بیان ہے کہ پھر یہ دمشقی شخص موصل میں ہمارے پاس آیا تو یحیٰی بن عطاف نے مجھے اس کے بارے میں بتایا، میں اس کے پاس گیا، اس نے مجھ سے پورا قصہ بیان کیا۔ وہ صالح اور دین دار شخص تھا۔

(۵۴)

ایک رافضی کی توبہ کا واقعہ :

شیخ ابوالحسن بن احمد بن ابوالحسن واسطی قیم کا بیان ہے کہ کلاسہ یعنی دمشق میں ہم لوگ علم کیمیا اور اس کے پریکٹکل کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ ہمارے ساتھ شیعوں کی ایک جماعت تھی، ان کے اور ایک سنی کے درمیان گفتگو چھڑ گئی، ان میں سے ایک شریف شخص نے کہا کہ واللہ! میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو برا بھلا نہیں کہتا اور کسی کے لیے یہ جائز بھی نہیں، اور ہمارے ایک ساتھی نے جو صحابۂ کرام کو برا بھلا کہتا تھا خواب دیکھا، اس کے بیٹے نے مجھ سے یہ بات بتائی پھر میں نے اس شخص سے ملاقات کی تو اس نے بھی یہ خواب بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہے، میں اپنی قبر سے سخت پیاس کی حالت میں نکلا اور سارے لوگ اپنی قبروں سے اسی طرح نکلے پھر ہم ایک جانب چل پڑے اور ایک پانی سے بھرے ہوئے حوض پر پہنچے جس کے کنارے نظر نہیں آرہے تھے، اس میں برف جیسا سفید پانی تھا، وہاں پر چار انتہائی حسین و جمیل لوگ پانی پلا رہے تھے، بتایا گیا کہ یہ حضرت ابو

بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضِی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں۔

میں نے حضرت ابو بکر رضِی اللہ تعالی عنہ کے پاس آکر عرض کی مجھے پانی پلائیے، انھوں مجھے ایک چلو پانی نکال کر دیا، میں نے دیکھا کہ وہ انتہائی بدبودار خون ہے، میں نے سوچا کہ انھوں نے میرے ساتھ ایسا اس لیے کیا ہے کہ میں انھیں گالیاں دیتا تھا، پھر میں انھیں چھوڑ کر حضرت عمر رضِی اللہ تعالی عنہ کے پاس گیا، تو انھوں نے بھی ایسا ہی کیا پھر حضرت عثمان رضِی اللہ تعالی عنہ کے پاس گیا تو انھوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر حضرت علی رضِی اللہ تعالی عنہ کے پاس گیا، میں نے سوچا کہ میں انھیں دوست رکھتا تھا اور ان سے محبت کرتا تھا، یہ میرے ساتھ ایسا نہیں کریں گے۔ انھوں نے بھی مجھے بھر کر ایک برتن دیا، دیکھا تو وہ بھی انتہائی بدبودار خون تھا، میں نے کہا: امیر المومنین! میں تو آپ کو دوست رکھتا تھا اور آپ سے محبت کرتا تھا اور آپ کی وجہ سے صحابۂ کرام کو برا بھلا کہتا تھا اور آپ بھی میرے ساتھ ایسا کر رہے ہیں؟ انھوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: رافضی، فرمایا: افسوس! خدا کی قسم میں نے تجھے دھوکا نہیں دیا ہے بلکہ یہ تیرے عمل اور برے مذہب کی وجہ سے ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں توبہ کر، کیوں کہ اگر اسی حالت میں مر جائے گا تو جہنم میں جائے گا۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! کیا میری توبہ مقبول ہوگی؟ فرمایا: ہاں، توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ تو میں نے خواب میں اللہ سے توبہ کر لی تو میرے برتن کا پانی حوض کے پانی کی طرح سفید ہو گیا۔ میں اسے پی کر سیراب ہو گیا۔

میری آنکھ کھلی اور میں صحابۂ کرام سے راضِی تھا، وہ بلند آواز سے یہی کہہ رہا تھا کہ اس کے اہل خانہ نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ تو انھیں اپنا قصہ بتایا، سترہ دن ہو گئے وہ پانی نہیں پیتا اور اپنے شکم میں اسی پانی کی وجہ سے سیرابی محسوس کرتا ہوں۔

(۵۵)

ایک رافضی نے خواب دیکھ کر توبہ کی:

حضرت حسن بن سہل خیاط کا بیان ہے کہ میں نے عبد اللہ بن ادریس کو کہتے ہوئے

سنا کہ محرز ابو القاسم شیعہ نے بتایا کہ میں نے حضرت ابو بکر و عمر رضِی اللہ تعالی عنہما کو خواب میں دیکھا کہ انھوں نے مجھے پکڑ لیا، میں نے پوچھا: کیا بات ہے؟ بولے کہ تجھے جہنم لے جا رہے ہیں، اسی حال میں حضرت علی سے ملاقات ہو گئی، میں نے عرض کیا: اے رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی! میں آپ اہل بیت سے محبت کرتا ہوں، پھر انھوں نے ان دونوں حضرات کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا: اس کا اور آپ حضرات کا کیا معاملہ ہے؟ فرمایا: یہ شخص ہمیں سب وشتم کرتا ہے۔

تو حضرت علی رضِی اللہ تعالی عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ میں بارگاہ الہی میں تجھے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا، پھر مجھے لے کر آئے اور جہنم کے پاس کھڑے ہو گئے اور مجھ سے فرمایا کہ جہنم میں تیرا یہ ٹھکانہ ہے۔ محرز ابو قاسم کا بیان ہے کہ اب میں انھیں کبھی برا بھلا نہیں کہوں گا۔

(۵۶)

رافضیوں کے بارے میں ایک راہب کا بیان:

حافظ شیخ ابو منصور کا بیان ہے کہ جب میں جوان تھا تو مجھے سیر و سیاحت کا شوق تھا، میں بغداد سے نکلا اور صور کی سرزمین پر آیا تو مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کو باہم لڑتے ہوئے پایا، میں نے کہا: انھیں کیا ہو گیا؟ بتایا گیا کہ یہ سنی اور شیعہ ہیں، میں بیٹھ کر انھیں دیکھنے لگا، تو سنی شیعہ پر غالب آ گئے، جب کہ سنی ان کی بنسبت بہت ہی کم تھے۔ سنیوں نے پندرہ شیعوں کو قتل کر دیا، پھر شہر میں کافروں کے بادشاہ کے پاس مقدمہ لے کر گئے، میں نے کہا: اس سے بہتر تفریح اور کیا ہو سکتی ہے، میں بھی ان کے ساتھ جا کر دیکھوں گا کیا ہوتا ہے، چناں چہ ان کے ساتھ ایک بڑے گھر میں بادشاہ کے پاس گیا، دیکھا کہ ایک شخص تخت پر بغیر دھلی ہوئی قمیص اور پائجامہ پہن کر بیٹھا ہے، ایسا لگ رہا تھا کہ وہ زاہد ہے۔ اس نے ترجمان سے کہا جو اس کے سرہانے کھڑا تھا کہ محمدیوں کا کیا معاملہ ہے؟ ترجمان نے کہا مجھے نہیں معلوم۔

بادشاہ نے کہا کہ راہب کو بلاؤ، اسے بلایا، تبھی میں نے دیکھا کہ ایک شخص اونی کرتا، پائجامہ

اور ٹوپی میں آیا، بادشاہ اس کے لیے کھڑا ہو گیا، اس کی قدم بوسی کی اور اسے اپنی جگہ بٹھایا۔

پھر اس سے پوچھا کہ ان محمدیوں کا کیا معاملہ ہے ؟ اس نے کہا: عالی جاہ! کیا عیسی علیہ السلام کے بارہ حواری نہیں تھے، بادشاہ نے کہا: کیوں نہیں ؟ پھر اس نے کہا کہ اگر آپ کو کسی کے بارے میں یہ پتہ چل جائے کہ وہ ان میں سے کسی حواری کو گالی دیتا ہے تو آپ اس کے ساتھ کیا کریں گے ؟ اس نے کہا کہ اسے قتل کر دوں گا، جلا دوں گا اور اس کا پاوڈر بنا کر ہوا میں اڑا دوں گا۔

راہب نے کہا کہ حضرت عیسی کے حواریوں کی طرح محمد (ﷺ) کے دس صحابی تھے جنھوں نے ان کی تصدیق کی اور ان کی نصرت وحمایت کی، تو یہ سنی ان دسوں سے محبت کرتے ہیں اور یہ دوسرے (رافضی) لوگ ایک سے محبت کرتے ہیں اور بقیہ پر لعنت بھیجتے ہیں۔ یہ سن کر بادشاہ نے کہا: انھیں باہر نکال دو اور دربایوں سے کہا کہ ان پر تھوکو۔ پھر سنیوں سے کہا: دوبارہ ان سے بات نہ کرنا، انھیں تم سے تکلیف ہے۔ سنیوں نے کہا: اگر آپ کے منصب کی عظمت کا پاس ولحاظ نہ ہوتا تو ہم ان سب کو قتل کر دیتے۔ تو بادشاہ نے کہا: قتل کر دیا ہوتا؛ کیوں کہ وہ مسلمان، عیسائی، یہودی کچھ بھی نہیں۔

(۵۷)

ایک یہودی کا سبق آموز واقعہ:

شیخ مقری ابو بکر بن علی بن عبد اللہ بن حرّانی مقیم بغداد نے ۵۹۷ھ میں کوہ قاسیون میں صالحین کے محلے میں بیان کیا کہ میں خلیفہ مستضی باللہ کے دور خلافت کے اخیر میں ایک قافلے کے ساتھ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی قبر کی زیارت کے لیے نکلا، اور علویوں کے ایک نقیب کے یہاں ٹھہرا جو اس مقام کا متولی تھا۔ میرے ایک ہاشمی دوست نے ہمارا اور اس کا تعارف کرایا، پھر اس ہاشمی نے نقیب سے کہا اور میں سن رہا تھا کہ اے نقیب! تمھارے سارے کام تو اچھے ہیں، تمھارے اندر شرافت، سخاوت اور مروت سب ہے لیکن تمھاری یہ

بات اچھی نہیں کہ تم نے ایک یہودی کو اپنا خادم بنایا ہے اور قریب رکھتے ہو حالاں کہ اس کا دین تمھارے دین کے خلاف ہے۔ تو نقیب نے کہا کہ میں نے بہت سے غلام اور باندیاں خریدیں، ان میں سے کسی کو اپنے لیے مناسب نہیں پایا اور نہ کسی کو امانت داری اور خیر خواہی میں یہودی کی طرح پایا۔ یہ باغ اور گھر کا کام کاج کرتا ہے، اس میں امانت داری بھی ہے اور یہ داخلی خارجی تمام کاموں کے لیے کافی ہے، یہ سن کر ہمارے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ جب یہ ایسا ہے تو اس کے سامنے اسلام پیش کرو، ہو سکتا ہے مسلمان ہو جائے۔ اس نے یہودی کو بلا بھیجا، یہودی خادم نے کہا کہ خدا کی قسم! جس وقت آپ لوگوں نے مجھے بلایا تھا میں سمجھ گیا تھا کہ آپ لوگوں کا کیا مقصد ہے۔ پھر اس سے کہا گیا کہ تم اس (نقیب) کے فضل و کمال، مقام و مرتبہ اور قیادت سے واقف ہی ہو اور وہ تمھیں چاہتا بھی ہے۔ اس یہودی نے کہا کہ میں بھی اسے چاہتا ہوں۔ تو اس سے پوچھا کہ پھر اس کے دین کی پیروی کر کے اسلام میں داخل کیوں نہیں ہو جاتے؟ اس نے بتایا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ عزیر یا موسی علیہ السلام (راوی کو شک ہے) ایک باعظمت نبی ہیں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ کچھ یہودی نبی کی زوجہ پر بدکاری کی تہمت لگاتے ہیں اور ان کے والد یا نبی کے ساتھیوں پر لعنت کرتے ہیں تو میں ان کے دین کا اتباع نہ کرتا۔ آپ بتائیں کہ جب میں مسلمان ہو جاؤں گا تو کس کا اتباع کروں گا؟ اس سے ہاشمی شخص نے کہا کہ اس نقیب کی جس کی خدمت میں رہتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں اسے اپنے لیے پسند نہیں کرتا۔ پوچھا کیوں؟ بتایا کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں ایسا کہتا ہے اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دیتا ہے اور میں اپنے لیے یہ پسند نہیں کرتا کہ محمد ﷺ کے دین کا اتباع کروں اور ان کی زوجہ پر تہمت لگاؤں اور ان کے صحابہ پر لعنت کروں۔ میری رائے میں میرا دین ہی بہتر ہے۔ یہ سن کر نقیب مارے غصے کے کچھ دیر خاموش رہا پھر یہودی سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور میں سابقہ عقیدے سے توبہ کرتا ہوں۔ یہ سن کر یہودی نے کہا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ خدائے وحدہ لاشریک کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں، محمد

ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اسلام کے سوا تمام مذاہب باطل ہیں، چناں چہ وہ اسلام لے آیا اور اچھا مسلمان ہو گیا اور نقیب نے بھی رافضیت سے سچی توبہ کی۔

(۵۸)

ابن ابی طیب کا بیان ہے کہ جعفر صائغ نے مجھے جامع منصور کے ایک ستون کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ اس ستون کے پاس ابو عبد اللہ احمد بن حنبل کے پڑوسیوں میں سے ایک شخص تھا جو گناہوں اور بدعملیوں میں لگا رہتا تھا، ایک روز اس نے حضرت امام احمد بن حنبل کی مجلس میں آکر سلام کیا، امام احمد بن حنبل نے اسے پورا جواب نہیں دیا اور اس سے نفرت کا اظہار کیا۔

اس شخص نے کہا: اے ابو عبد اللہ! آپ مجھ سے نفرت کیوں کر رہے ہیں؟ جب کہ پہلے آپ میرے اندر جو چیزیں پاتے تھے انھیں ایک خواب کی وجہ سے میں نے چھوڑ دیا ہے، امام احمد بن حنبل نے فرمایا: تم نے کیا دیکھا؟ بیان کرو۔ اس نے کہا کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا، ایسا لگ رہا تھا کہ آپ اونچی جگہ پر ہیں اور بہت سے لوگ نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک شخص اٹھ کر آپ کے پاس جاتا اور عرض کرتا کہ میرے لیے دعا فرمائیے۔ حضور اس کے لیے دعا فرماتے یہاں تک کہ صرف میں بچا۔ میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو مجھے اپنی سابقہ بری روش کی وجہ سے شرم آئی۔

حضور نے فرمایا: اے فلاں! تم میرے پاس آکر دعا کی درخواست کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے میری بری روش کی شرم روک رہی ہے، آپ نے فرمایا: اگر تجھے شرم روک رہی ہے تو اٹھ کر مجھ سے دعا کی درخواست کر کیوں کہ تو نے میرے کسی صحابی کو گالی نہیں دی، میں اٹھا۔ حضور نے میرے لیے دعا فرمائی پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اب اللہ تعالی نے پرانی باتوں سے میرے دل میں نفرت پیدا فرما دی، اس کے بعد مجھ سے ابو عبد اللہ نے کہا: اے جعفر! اے فلاں! اس واقعے کو بیان کرو اور یاد رکھو اس سے فائدہ ہو گا۔

(۵۹)

شیخین سے محبت کا انعام:

ابو عمر عبد الواحد بن احمد ملیحی کا بیان ہے کہ میں نیشاپور میں حاکم ابو عمرو خلید بن حسن بن سفیان نَسوی کے پاس گیا، ان کے پاس علّان نام کے ایک شیخ تھے، حاکم نے ان سے کہا کہ ان سے اپنا واقعہ بیان کرو۔

انھوں نے بتایا کہ میں شہر رے کا رہنے والا تھا، حضرات شیخین (ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما) کے فضائل بیان کرتا تھا۔ یہ خبر صاحب تک پہنچ گئی، اس نے مجھے گرفتار کرنے کا حکم دیا، میں بھاگ کر جرجان چلا گیا، ایک روز میں بازار میں تھا جبھی کچھ لوگ میرے پاس آئے اور مجھے گاڑی میں باندھ کر رے لے گئے، جب مجھے صاحب کے پاس لے جایا گیا، اس نے میری زبان کاٹنے کا حکم دیا، چناں چہ میری زبان کاٹ دی گئی۔ میں رنج والم اور تنگ دلی کی حالت میں تھا، جب رات ہوئی خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے شاد کام ہوا، ان کے ہمراہ حضرت ابو بکر اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی ایک جماعت بھی تھی۔ ان دونوں حضرات نے کہا: یارسول اللہ! یہی ہے جو ہماری وجہ سے مصیبت میں پڑ گیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور میرے منھ میں دم کیا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی، مجھے کچھ بھی تکلیف نہ تھی، میری گویائی لوٹا دی گئی، میں دوبارہ بولنے لگا، پھر میں اس کی ولایت سے نکل کر ہمدان چلا گیا۔

ہمدان کے لوگ سنی تھی، میں نے ان سے اپنا واقعہ بیان کیا، تو وہاں مجھے مقبولیت حاصل ہو گئی اور میں ایک عرصے تک شیخین کے فضائل عام کرتا رہا، راوی (عبد الواحد) کا بیان ہے کہ پھر علّان نے ہمارے سامنے اپنا منھ کھولا تو ہم نے دیکھا کہ تو اس کے منھ میں زبان نہیں تھی، جب کہ وہ زبان والے انسان کی طرح صاف صاف بات کرتا تھا۔

(۶۰)

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ میرے مسجد کے راستے پر ایک کٹ

کھنا کتا تھا، ایک روز میں نماز کے ارادے سے نکلا، راستے میں کتا تھا تو میں اس سے دور ہٹ گیا، کتے نے کہا:

يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ جُزْ فَإِنَّمَا سَلَّطَنِي اللهُ عَلَى مَنْ يَشْتُمُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ أَوْ كَمَا قَالَ .

اے ابو عبداللہ! چلے جاؤ، کیوں کہ اللہ تعالی نے مجھے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے گستاخوں پر مسلط فرمایا ہے۔

(۶۱)

امام ابو محمد عبد الرحمن مقدسی کا بیان ہے کہ نصر بن منصور نمیری نے ہمیں اپنے یہ اشعار سنائے:

أُحِبُّ عَلِيًّا وَالْبَتُولَ وَوُلْدَهَا　　　وَلَا أَجْحَدُ الشَّيْخَيْنِ فَضْلَ التَّقَدُّمِ
وَأَبْرَأُ مِمَّنْ نَالَ عُثْمَانَ بِالْأَذَى　　　كَمَا أَتَبَرَّأُ مِنْ وَلَاءِ ابْنِ مُلْجَمِ

میں حضرت علی، بتول اور ان کی اولاد سے محبت کرتا ہوں، اور شیخین کی افضلیت کا انکار نہیں کرتا۔

میں اس سے بے زار ہوں جو عثمان غنی کو اذیت پہنچائے جس طرح ابن ملجم کی محبت سے بے زار ہوں۔

(۶۲)

ابو الحسن سعد اللہ دقاق فرماتے ہیں کہ مقری ابو العز محمد بن حسین واسطی نے مجھے اپنے یہ اشعار سنائے:

(١) إِنَّ مَنْ لَمْ يُقَدِّمِ الصِّدِّيقَا　　　لَمْ يَكُنْ لِي حَتَّى يَمُوتَ صَدِيقَا
(٢) وَالَّذِي لَا يَقُولُ قَوْلِي فِي الْفَارُوقِ　　　أَنْوِي لِشَخْصِهِ تَفْرِيقَا
(٣) وَلِنَارِ الْجَحِيمِ بَاغِضُ ذِي النُّورَيْنِ　　　يَهْوِي مِنْهَا مَكَانًا سَحِيقَا
(٤) مَنْ يُوَالِي عِنْدِي عَلِيًّا وَعَادَاهُمْ　　　طُرًّا عَدَدْتُهُ زِنْدِيقَا

(۱) یقیناً جو شخص حضرت صدیق اکبر کی افضلیت کا قائل نہیں وہ مرتے دم تک میرا دوست نہیں۔
(۲) جو شخص حضرت عمر فاروق کے متعلق میری طرح کی بات نہیں کہتا میں اس شخص سے علاحدگی کا ارادہ کر لیتا ہوں۔
(۳) اور حضرت عثمان ذی النورین سے عداوت رکھنے والا آتش جہنم میں گہری جگہ گرے گا۔
(۴) اور جو شخص حضرت علی سے محبت رکھتا ہے اور تمام صحابۂ کرام سے عداوت رکھتا ہے میں اسے بددین سمجھتا ہوں۔

(۶۳)

ابو الفضل بن خازن نے ابو عبد اللہ بن حجاج کو خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا، اللہ تعالی نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو ابو عبد اللہ بن حجاج نے یہ اشعار پڑھے:

أَفْسَــدَ حُسْنَ مَـذْهَبِي — فِي الشِّعْرِ سُوءُ الْمَذْهَبِ
وَحَمْـلِي الْجِــدَّ عَـلَى — ظَهْـرِ حِصَــانِ اللَّعِبِ
لَمْ يَـرْضَ مَــوْلَايَ عَلَى — سَبِّي أَصْحَــابَ النَّبِـيِّ
وَقَــالَ لِي وَيْلُــكَ يَــا — أَحْمَـقُ لِـمَ لَـمْ تَـتُبِ
مِنْ بُغْضِ قَوْمٍ مَنْ رَجَا — وَلَاءَهُــمْ لَــمْ يَخِـبِ
رُمْـتَ الرِّضَا جَهْلًا بِمَا — أَصْـلَاكَ نَــارَ الْغَضَبِ

بد مذہبی اور لہو ولعب کے گھوڑے کی پشت پر میری سواری نے شاعری میں میری اچھی روش کو خراب کر دیا۔
مولی علی نے صحابۂ کرام کی شان میں میری گستاخی کو پسند نہیں کیا۔
اور مجھ سے کہا: اے احمق! تیرا ستیاناس ہو، تو نے ان لوگوں کی عداوت سے توبہ کیوں نہیں کی جن کا حال یہ ہے کہ جو ان کی محبت کا امیدوار ہوتا ہے وہ ناکام ونامراد نہیں ہوتا۔
تو نے نادانی میں اس چیز کو پسند کیا جس نے تجھے آتش عضب میں داخل کر دیا۔

(۶۴)

حضرت عبداللہ ابن مبارک نے یہ اشعار کہے:

(۱) إِنِّي امرء لَيْسَ فِي دِينِي لِغَامِزِهِ لِينٌ وَلَسْتُ عَلَى الْأَسْلَافِ طَعَّانَا
(۲) شُغِلْتُ عَنْ بُغْضِ أَقْوَامٍ مَضَوْا سَلَفًا وَلِلرَّسُولِ مَعَ الْفُرْقَانِ أَعْوَانَا
(۳) فَمَا الدُّخولُ عَلَيْهِمْ فِي الَّذِي عَمِلُوا بِالظَّنِّ مِنِّي وَقَدْ فَرَّطْتُ عِصْيَانَا
(٤) فَلَا أَسُبُّ أَبَا بَكْرٍ وَلَا عُمَرًا وَلَا أَسُبُّ مَعَاذَ اللهِ عُثْمَانَا
(٥) وَلَا ابْنَ عَمِّ رَسُولِ اللهِ أَشْتُمُهُ حَتَّى أُلَبَّسَ تَحْتَ التُّرْبِ أَكْفَانَا
(٦) وَلَا الزُّبَيْرَ حَوَارِيَّ الرسول ولا أهدي لطلحة شتاما عز أو هانا
(٧) وَلَا أَقُولُ عَلِيٌّ فِي السَّحَابِ لَقَدْ وَاللهِ قُلْتُ ظُلْمًا إِذًا وَعُدْوَانَا
(٨) وَلَا أَقُولُ بِقَوْلِ الْجَهْمِ إِنَّ لَهُ قَوْلًا يُضَارِعُ أَهْلَ الشرك أَحْيَانَا
(٩) وَلَا أَقُولُ تَخَلَّى مِنْ خَلِيفَتِهِ رَبُّ الْعِبَادِ وَوَلَّى الْأَمْرَ شَيْطَانَا
(١٠) مَا قَالَ فِرْعَوْنُ هَذَا فِي تَجَبُّرِهِ فِرْعَوْنُ مُوسَى وَلَا هَامَانُ طُغْيَانَا
(١١) لَكِنْ عَلَى مِلَّةِ الْإِسْلَامِ لَيْسَ لَنَا اسْمٌ سِوَاهَا بِذَاكَ اللهُ سَمَّانَا
(١٢) إِنَّ الْجَمَاعَةَ حَبْلُ اللهِ فَاعْتَصِمُوا بِهَا فَإِنَّهَا العروة الوثقى لمن دانا

(۱) یقیناً میں ایسا شخص ہوں کہ میرے اندر دین میں عیب چینی کرنے والے کے لیے نرمی نہیں۔

(۲) میں ان لوگوں کی عداوت سے دور ہوں جو پہلے گزر گئے اور قرآن کریم کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے حامی ومددگار تھے۔

(۳) تو مجھے بدگمانی کی بنیاد پر ان کے اعمال میں چہ می گوئی کا کیا حق؟ جب کہ خود میں نے بہت سی نافرمانیاں کیں۔

(۴-۶) اس لیے نہ میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا بھلا کہوں گا نہ

معاذ اللہ حضرت عثمان غنی رضِی اللہ تعالی عنہ کو گالی دوں گا اور نہ سرکار دو عام ﷺ کے پچا زاد بھائی (حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم) کی شان میں گستاخی کروں گا یہاں تک کہ مجھے کفن پہنا کر زیر زمین دفن کر دیا جائے۔ اور نہ حواری رسول حضرت زبیر رضِی اللہ تعالی عنہ (کو برا بھلا کہوں گا) اور نہ حضرت طلحہ رضِی اللہ تعالی عنہ کو تھوڑی بہت گالی دوں گا۔

(۷) اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ حضرت علی رضِی اللہ تعالی عنہ بادل میں ہیں، اگر میں ایسا کہوں تو خدا کی قسم! یہ ناانصافی اور سرکشی کی بات ہوگی۔

(۸) اور نہ جہم جیسی بات کا قائل ہوں، یقیناً اس کی بات کبھی کبھی مشرکوں جیسی ہوتی ہے۔

(۹) اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ پروردگار عالم نے اپنے خلیفہ کو چھوڑ کر خلافت شیطان کے حوالے کر دی۔

(۱۰) فرعونِ موسی اور ہامان نے سرکشی کے باوجود ایسی بات نہیں کہی۔

(۱۱-۱۲) لیکن میں اس مذہب اسلام پر ہوں کہ جس کے سوا اس کا اور کوئی نام نہیں اللہ نے اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہمارا نام (مسلم) رکھا ہے۔ یقیناً صحابۂ کرام کی جماعت اللہ کی رسی ہے، لہذا اسے مضبوطی سے پکڑ لو کیوں کہ وہ اس کے لیے مضبوط بندھن ہے جو ان کے نقش قدم پر چلے۔

والحمد لله رب العالمين وصلى الله على محمد وآله وسلم تسليما.